امیر الاستشهادیین

رحمہ اللہ

ابو مصعب الزرقاوی

کا فرمان

ہم ایک مٹھی بھر مٹی کے لیے جہاد نہیں کرتے اور نہ ان فرضی حدود کے لیے جن کو سائیکوسیکو نے ترتیب دیا، اور پھر نہ ہی ہم اس لیے جہاد کرتے ہیں کہ کسی مغربی طاغوت کی جگہ عربی طاغوت آجائے بلکہ ہمارا جہاد بہت ارفع واعلیٰ ہے۔ حقیقت میں ہم اس لیے جہاد کرتے ہیں تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے اور سارا دین اللہ کا ہو جائے۔۔۔

''وقاتلو هم حتیٰ لا تکون فتنة و یکون الدین کله لله'' (الانفال: ۳۱)

اور جو کوئی بھی اس مقصد کی مخالفت کرے گا یا اس مقصد کے راستے میں رخنہ اندازی کی کوشش کرے گا تو وہ ہمارا دشمن ہوگا اور ہماری تلواروں کا ہدف ہوگا چاہے اس کا کوئی بھی نام اور نسب ہو۔ یقیناً ہمارے لیے وہی دین ہے جسے اللہ نے کسوٹی اور فیصل بنا کر نازل فرمایا، اس کا قول حد فاصل ہے اور اس کا حکم کوئی مذاق نہیں۔ یہ وہ نسب (ترازو) ہے جو معیار ہے ہمارے اور لوگوں کے درمیان، پس ہمارے میزان بحمد اللہ آسمانی ہیں اور احکام قرآنی ہیں اور ہمارے فیصلے نبوی ﷺ ہیں۔ ایک امریکی مسلمان ہمارا محبوب ترین دوست ہے اور ایک عربی کافر ہمارا بدترین دشمن ہے اگرچہ ہم اور وہ (عربی کافر) ایک ہی ماں کی اولاد کیوں نہ ہوں۔

اھل السنۃ والجماعۃ (طائفۃ منصورہ) کا ترجمان

الفرقان

- کلمۃ التوحید
- چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
- گستاخان رسول پر ننگی تلوار
- طائفہ منصورہ
- طواغیت کی جیلوں میں تفتیشی حربے
- شہیدی حملہ یا خودکشی؟
- شیخ ایمن سے آن لائن ملاقات
- امنیات
- رسالۃ الجہاد
- وصیت شہید

خلافۃ علی منہاج النبوۃ کا داعی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كلمة التوحيد

عمار یاسر حفظہ اللہ

سیدنا طارق بن اشیم بن مسعود الاشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من قال لا اله الا الله و كفر بما يعبد من دون الله حرم ماله و دمه و حسابه على الله عزو جل“(صحیح مسلم)

”جو شخص ”لا الہ الا اللہ“ کا اقرار کرے اور اللہ تعالیٰ کے سوا جس چیز کی عبادت کی جاتی ہے اس سے کفر و انکار کرے تو اس کی جان اور مال محفوظ ہو گئے، البتہ اس کا حساب (باقی معاملہ) اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔“

علامہ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جان و مال کی حفاظت کو دو باتوں کے ساتھ معلق اور مشروط فرمایا ہے:

- پہلی بات یہ ہے کہ انسان ”لا الہ الا اللہ“ کی علم اور یقین کامل سے شہادت دے۔ جیسا کہ دیگر احادیث میں اس کی قید لگائی گئی ہے۔
- دوسری بات یہ ہے کہ انسان ہر اس شخص اور ذات سے کفر و انکار کرے جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت ہو رہی ہو۔ اس چیز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف الفاظ تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس کے ساتھ قول و عمل دونوں کا ہونا ضروری قرار دیا ہے۔

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں زیر بحث حدیث اور مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ دونوں ہم معنی ہیں۔
آیت کریمہ یہ ہے:

"فمن یکفر با لطاغوت و یوء من با للہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لاانفصام لھا" (البقرۃ:٢٥٦)

"پھر جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لایا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں"

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ حدیث مبارکہ ان عظیم احادیث میں سے ایک ہے جو "لا الہ الا اللہ" کی ٹھیک ٹھیک وضاحت کرتی ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں جان و مال کی حفاظت کا ذمہ

- صرف لفظی اقرار کو نہیں سمجھا
- نہ لفظ و معنیٰ کے حصول کو حفاظت کا ذریعہ قرار دیا
- اور نہ اقرار باللسان کو حفاظت کا ذریعہ قرار دیا۔
- نہ عبادت الٰہی کو بلا شرکتِ غیرے حفاظت کا ذریعہ ٹھرایا
- بلکہ توحید کے ساتھ ضروری قرار دیا کہ باطل معبودوں کا بھی انکار کیا جائے یعنی جن کی عبادت ہو رہی ہو جب تک ان کی تردید نہ کرے اس وقت تک اسلام اس کے جان و مال کا محافظ نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی نے اس سلسلے میں شک اور تردّد سے کام لیا تو اسلام اس کی حفاظت کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ مسئلہ کتنا عظیم اور اہم ہے، کتنا واضح اور دوٹوک ہے اور مخالفین کے خلاف کتنی بڑی قاطع دلیل ہے۔

(ملخصاً از ھدایۃ المستفید ١ / ٣٥٦)

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر!

ابواسامہ حفظہ اللہ

امت مسلمہ اس وقت عجیب وغریب کیفیت کا شکار ہے۔ایک طرف برس ہا برس سے چھائی غلامی کے دبیز پردے سرک رہے ہیں، عالمی طاغوت اوراس کے حواری مرتدین مجاہدین صف شکن کی شجاعانہ کاروائیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے لرزہ براندام ہیں تو دوسری طرف کچھ''اپنے''ہی مجاہدین کی ٹانگیں کھینچنے میں مصروف ہیں۔ایک طرف عالمی جہادی افق پر نظر دوڑائی جائے تو مجاہدین کی کامیابیوں پر زخم دریدہ اورلہولہوامت کا سرفخر سے بلند ہوجاتا ہےتو دوسری طرف صاحبان جبّہ ودستاراوروارثان منبرومحراب کا طاغوتی حکمرانوں کی کاسہ لیسی اوران کے حق میں باطل دلائل تراشتے دیکھ کرامت کا دردرکھنے والا طبقہ خون کے آنسو رونے پرمجبور ہے۔

ایک طرف اگرفرعون عصرامریکہ اپنے طاغوتی لشکروں،کیل کانٹوں سے لیس سپاہ اوردنیا کےایک سوساٹھ مما لک کی نصرت وحمایت کےساتھ امارت اسلامی افغانستان پرحملہ آورہوا تھاتو آج سات سال گذرجانے کے بعدبھی وہ افغانستان میں شب وروزمجاہدین کی تیغ بے نیام کا نشانہ بن کراپنے زخم چاٹنے پرمجبور ہے۔آج جبکہ عالم کفرعملاً یہ بات تسلیم کرچکا ہے کہ افغانستان کی جنگ ہتھیاروں اورطاقت کے بل پرنہیں جیتی جاسکتی تو دوسری طرف بہت سے''نادان گرگئےسجدوں میں جب وقت قیام آیا''۔

وہ جماعتیں جوسال ہا سال سے غلبہ اسلام اور جہاد فی سبیل اللہ کے بلندوبانگ دعوؤں میں مصروف نظرآتیں تھیں۔آج امت مسلمہ کوصلیب اوراس کے حواریوں کے رحم وکرم پرچھوڑ

چکی ہیں۔وہ جو کبھی عالمی کفر سے نبرد آزما ہونے کے شب وروز نعرے لگایا کرتے تھے،آج اپنے گھروں میں لمبی تان کر سو چکے اورصرف خوابوں ہی میں ''طاغوت اکبر'' کے ساتھ پنجہ آزمائی کر کے اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔جہاد فی سبیل اللہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا کہنے والے اور اپنے آپ کو ''طائفہ منصورہ'' گردانتے جو تھکتے نہیں تھے آج امریکہ اور اس کے حواریوں (پاک فوج) کو قبائلی علاقوں میں قتل عام کرتا دیکھ کران کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔ظلم وستم اور بربریت کے خلاف ''جہاد'' کا آوازہ بلند کرنے والے لال مسجد میں معصوم طلباوطالبات کی خون میں لت پت لاشیں دیکھ کر کبوتر کی طرح آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔

ایک طرف امت کا نوجوان طبقہ اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھے امتِ مسلمہ کی بقا کیلئے قربانیوں کی لازوال داستاں رقم کر رہا ہے،اس جہاد کی برکت سے اللہ نوجوانانِ مسلم کو عقیدہ وعمل میں مضبوطی عطا کر رہا ہے،سلف صالحین کے منہج کے مطابق عقیدہ توحید قبول عام حاصل کر رہا ہے،مرتدین اوران کے حواری منافقین کے چہروں سے نقاب نوچے جارہے ہیں اورانکی ایمان فروشی اور اسلام دشمنی کو امت مسلمہ کے سامنے عیاں کیا جا رہا ہے تو دوسری طرف سلاطین اور انکے حواری علماء سومردار سے زیادہ حقیر دنیا کے بدلے عقائدصحیحہ کی بیخ کنی کرنے ،مرتد حکمرانوں کے لیے تاویلات باطلہ تراشنے اورحق و باطل کو خلط ملط کرنے کا عزم مصمم لیے کھڑے ہو چکے ہیں۔

اللہ رب العزت نے نے جہاد فی سبیل اللہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اللہ صادق وکاذب،کھوٹے وکھرے اور مومن کو منافق سے جدا کر دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ولنبلونّکم حتّیٰ نعلم المجاهدین منکم و الصّا برین و نبلوا اخبارکم'' (سورة محمد 31)

''یقیناً ہم تمہارا امتحان کریں گے تا کہ تم میں سے جہاد کرنے والوں کو اور صبر کرنے والوں کو ظاہر کر دیں اور تمہاری حالتوں کی بھی جانچ کرلیں''

''لیمیز اللہ الخبیث من الطیب'' (الانفال /37)

''تا کہ اللہ تعالیٰ پاک کو ناپاک سے جدا کر دے''

''لیحق الحقّ و یبطل الباطل و لو کرہ المجرمون''(الانفال/8)

''تا کہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دے اگرچہ مجرم ناپسند کریں''

صادق المصدوق محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرب قیامت دنیا دو خیموں میں تقسیم ہو جائے گی۔ایک ایمان کا خیمہ ہوگا جس میں نفاق کا شائبہ تک نہ ہوگا اور ایک نفاق کا خیمہ ہوگا جس میں ایمان کا شائبہ تک نہ ہوگا''

آج جبکہ کسمپرسی اور بے بسی کے عالم میں مبتلا اور صدیوں سے غلامی کی گہری نیند سوئی ہوئی اس امت میں بیداری کی لہر دوڑ رہی ہے،حق و باطل کا معرکہ بپا ہے،عقیدہ توحید کی بنیاد پر جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے فدائیان اسلام کے پاکیزہ اور مطہرہ خون کی برکت سے امت مسلمہ فتح کی نوید سننے کیلئے پر امید ہے تو حالات اس امر کے متقاضی تھے کہ تمام مسلمان اپنے ذاتی و جماعتی مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مجاہدین کی پشتیبانی کا حق ادا کرتے ،اپنی جانوں ،مالوں اور زبانوں سے ان کا تحفظ کرتے ،اپنے علم وعمل کی لاج رکھتے ہوئے ان کا دفاع کرتے ،ان کے حق میں کلمہ خیر کہتے ،عامۃ الناس میں مجاہدین کے موقف کی ترجمانی کرتے ،اپنے ذمے ان پاکیزہ نفوس کا قرض چکانے کی کوشش کرتے اور ایمان کے خیمے میں خود کو کھڑا کرتے۔

لیکن یہ کیسی ہوا چلی کہ اس نے بڑے بڑے ''جہادیوں'' کے معیارات ہی بدل کر ڈالے۔ دین اسلام کی جگہ وطنیت کے بت نے لے لی ،عرب و عجم کے مسلمانوں کو اپنے جگر گوشے

سمجھنے والوں نے ایسی طوطا چشمی کا مظاہرہ کیا کہ آسمان بھی انگشت بدنداں رہ گیا۔ایمان کی بجائے نفاق والے خیمے کی طرف سفر شروع ہوگیا۔ذلت کی گہرائیوں میں ڈوبی ہوئی امت کی نشاۃ ثانیہ کے لیے رگِ جان کا خون تک بہا دینے والے دہشت گرد قرار دیئے گئے اور ائمہ کفر کیساتھ مل کر مجاہدین اور عام مسلمانوں کے قتلِ عام کے شیطانی کھیل میں برابر کے شریک ''معصوم'' ٹھہرے۔

جامعہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو فتح کرنے ،امت مسلمہ کی عزت مآب و پاکیزہ بیٹیوں کی عزت اور خون سے ہولی کھیلنے والے سفاک درندوں کے سینوں پر تمغے سجائے گئے اور ان کے خلاف لب کشائی کو بھی ان کی تحقیر گردانا گیا۔جبکہ جلتے بھنتے اجسام،شہید ہوتی مساجد اور گندے نالوں میں بہنے والے قرآنی اوراق کا بدلہ لینے والوں پر انتہا پسندی کا لیبل لگا دیا گیا۔

قبائلی علاقوں میں امریکہ اور ان کے مرتد حواریوں نے آتش و آہن کی بارش جاری رکھی ،سینکڑوں معصوم اور بے گناہ لوگوں کو شہید کر دیا گیا،مساجد و مدارس کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا سلسلہ جاری و ساری رہا۔پاکستان کے گلی کوچوں میں امریکی دندناتے رہے اور پاکستان کے خفیہ اداروں کے ساتھ مل کر امت اسلام کے لختِ جگر اور قدسیہ نفوس بیٹیوں کو اٹھایا جاتا رہا تو ان کے خلاف ''مفتیان عظام'' نے کوئی فتویٰ جاری نہ کیا۔لیکن آج جب عالمی کفر اور اس کے مرتد حواریوں کے خلاف مجاہدین سینہ تان کر کھڑے ہوئے اور استشہادی حملوں کے ذریعے ان کا ناطقہ بند کیا تو ''انبیاء کے وارثوں'' نے جھٹ ان حملوں کے حرام ہونے کا فتویٰ جاری کر دیا اور بی بی سی کی رپوٹ کے مطابق اس فتویٰ کو جاری کروانے میں ایک ''جہادی جماعت'' کے امیر کا کلیدی کردار تھا اور وہ اس ''فتویٰ ڈرامے'' کا روح رواں تھا۔

آج معرکہ حق و باطل میں امت مسلمہ ان دینی طبقوں سے صبر و استقامت کا مطالبہ کرتی تھی اور ان کا حق کے ساتھ تمسک چاہتی تھی چاہے اس کے لیے ان کو بلال رضی اللہ عنہ و سلمان رضی اللہ عنہ کی

سنت زندہ کرنا پڑتی ،محمد رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل پر چلتے ہوئے عزیمت کا پہاڑ بننا پڑتا، اپنی تعیّشات اور سہولیات پر اسلام کو مقدم جاننا پڑتا اور دین کی خاطر مجاہدین اسلام سے محبت اور کفار و مرتدین سے نفرت کا علم بلند کرنا پڑتا لیکن ان لوگوں سے توقع نہ تھی کہ یہ موحدین ومجاہدین کو عالمی کفر وارتداد کے سامنے یوں بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے۔ جب طاغوت سروں پہ چھایا ہو تو خاموشی بھی ایمان باللہ کے حق پر جرم ہو جایا کرتی ہے کجا یہ کہ آپ طواغیت کے ہم نوالہ وہم پیالہ بن جائیں اور ان کے لیے ایسی ایسی تاویلات تراش کر لائیں کہ جو ان مرتدین کے وہم و گمان اور خواب و خیال میں بھی نہ ہوں۔طواغیت کی خوشنودی حاصل کرنے لیے اسلام کو دیس نکالا دے کر وطن پرستی کو اپنا شعار بنا لیا جائے، تمام تر شریعت طاغوتی سرحدوں کے حوالے سے طے پانا شروع ہو جائے،قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرنے والے ایسے ایسے فتوے جاری کریں کہ بڑے بڑے خبیث اس فتوے کے جاری ہونے پر ان کے شکر گذار ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ایمان کا سب سے کمزور درجہ یہ ہے کہ تو برائی کو دل سے برا جانے لیکن آج نبوی ﷺ منہج کے دعویدار اپنے قول،فعل اور عمل سے طواغیت کے ہاتھ مضبوط کرنے میں مصروف ہیں۔اگر ان کے دل اتنے ہی کمزور ہیں کہ اسلام کے لیے اپنا خون بہا دینے یا کسی قسم کی قربانی دینے کے بارے میں سوچنے سے ہی ان کی جان منہ کو آتی ہے تو کم ازکم اپنے گھروں کے دروازے بند کرنے پر ہی اکتفا کر لیتے ،اگر ان کی زبانیں مجاہدین کی ہم نوائی نہ کر سکتی تھیں تو کم ازکم خاموشی ہی اختیار کر لیتے ،اگر وہ طائفہ منصورہ کے لیے کسی قسم کا عملی قدم اٹھانے سے گریزاں تھے تو کم ازکم مرتدین وطواغیت کی مضبوطی کا باعث ہی نہ بنتے ، نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق برائی کو دل میں برا جانتے اور مجاہدین کے لیے دعا ہی کر دیتے لیکن۔۔۔یہ تو حکمرانوں کی تعریف میں ہی رطب اللسان ہو گئے۔جن زبانوں سے اہل اسلام اور مجاہدین کی فتح ونصرت کی

دعائیں نکلنی چاہیے تھیں ان کی لب کشائی ہوئی بھی تو وہ مشرکین اور منافقین ہی کی حفاظت کے لیے دعا گو ہوئے۔ وہ لوگ جنھوں نے اللہ کے دین کی خاطر اپنے گھر بار، اہل وعیال اور اپنے روشن مستقبل تک قربان کر دیے، ان کو ہمارے معاشرے میں ''اجنبی'' قرار دے دیا گیا، جو بے سروسامانی کے عالم میں بھی رسول اللہ ﷺ کے دین کی لاج رکھتے ہوئے کفار کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں۔ جو عقیدہ توحید صحابہ کرام، سلف صالحین، ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ سے سیکھتے ہیں۔ جو'' اشداء علی الکفار رحماء بینھم '' کی عملی تصویر ہیں ان کو خارجی و تکفیری قرار دے کر اسرائیل، امریکہ، اور بھارت کا ایجنٹ ہونے کے طعنے دیے گئے۔ جبکہ وہ مرتد حکمران اور ان کے حواری جو طاغوت اکبر کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اس ملک سے اسلام کو دیس نکالا دے رہیں، اسلام کے بنیادی عقائد میں تحریف کی ناپاک جسارت کر رہے ہیں، جو اپنے بحر و بر اور فضاؤں کو کفّار کی جھولی میں ڈال چکے ہیں، جو فرنٹ لائن اسٹیٹ اتحادی قرار پا چکے ہیں، اہل اسلام کو قتل کرتے اور ان کو امریکہ کے حوالے کرتے ہوئے جن کے ماتھوں پر شکن بھی نہیں آتی، جو اس زمین پر اللہ کے مقابلے میں'' انا ربکم الاعلی '' ہونے کے دعویدار ہیں، جن کی رگ رگ میں اسلام دشمنی بھری ہوئی ہے، جن کی زبان اس کا اقرار کرتی ہے اور جن کا ایک ایک عمل اس کا شاہد ہے ان کو اسلامی اور مسلم حکمران ہونے کا سرٹیفیکیٹ جاری کر دیا گیا کہ کلمہ پڑھنے کے بعد وہ اپنی خواہشات کے مطابق جس طرح چاہیں اسلام سے کھیلتے رہیں لیکن اس سے ان کا'' اسلام بگڑے نہ ایمان جائے''

؎ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

وہ مرتدین جنھوں نے اسلام کے خلاف جاری اس صلیبی جنگ میں اپنے مال و جان سے

تعاون کیا، جنہوں نے امریکہ کی طرف سے دہشت گردی کے خلاف آنے والے 2160 احکامات میں سے 2008 بلا چوں چراں تسلیم کیے اور باقی 152 احکامات تکمیل کے مراحل میں ہیں۔ جنہوں نے امریکہ کو امارت اسلامی افغانستان کو تہس نہس کرنے کے لیے پندرہ فوجی اڈے دیے، پوری جنگ کے دوران امریکی طیاروں کو 4 لاکھ لیٹر تیل روزانہ کی بنیاد پر سپلائی کیا، امریکی جنگی جہازوں نے پاکستان کی حدود سے 57800 بار پرواز کر کے افغانستان میں ہزاروں مسلمانوں کو شہید کیا۔ جنہوں نے ایک ہزار سے زائد مجاہدین اسلام کو پکڑ پکڑ کر صلیبیوں کے ہاتھوں بیچا، جنہوں نے قبائلی علاقوں میں امریکی خدا کی خوشنودی کی خاطر جنگ کا بازار گرم کیا، جنہوں نے اپنے منہ سے کفر کا اظہار کیا اور اپنے عمل کے ذریعے اس پر مہر تصدیق ثبت کی، ان کے لیے مسلم حکمران اور معصوم ہونے کے فتاویٰ جاری کیے گئے تو دوسری طرف صلیبی و پرویزی لشکر کے خلاف علمِ جہاد بلند کرنے اور دادِ شجاعت دینے والے مجاہدینِ سر بکف معتوب ٹھہرے۔

ے وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ دین کے بنیادی عقائد کو سلف صالحین کے منہج کے مطابق سمجھا جائے، جہاد فی سبیل اللہ اور ہجرتوں کا راستہ اختیار کیا جائے، چند ٹکوں کی خاطر اپنے ایمان کی بولی لگوانے کی بجائے اللہ کے دین کے لیے اپنا تن من دھن تک قربان کر دیا جائے کیونکہ اللہ کے ہاں معیار فقط بلند و بانگ دعوے نہیں بلکہ توحید کی بنیاد پر کیا جانے والا خالص عمل ہے۔

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یاتکم مثل الذین من قبلکم

مستھم الباساء والضراء وزلزلوا حتیٰ یقول الرسول والذین امنو معه متیٰ نصر الله الا انّ نصر الله قریب "

"کیا تم نے یہ گمان کرلیا ہے کہ تم ایسے ہی جنت میں چلے جاؤ گے اور جب کہ ابھی تو ہم نے تم کو آزمایا ہی نہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں کو آزمایا تھا دکھوں اور تکلیفوں کے ساتھ اور ان کو ہلا کر رکھ دیا گیا یہاں تک کہ رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے پکار اٹھے اللہ کی مدد کب آئے گی، خبردار اللہ کی مدد قریب ہے"

آج اگر ہم یہ سمجھیں کہ ہمیں اللہ کی راہ میں کانٹا بھی نہ چبھے، کوئی تکلیف بھی نہ ہو اور اسلام دنیا پر غالب ہو جائے تو یہ محض ایک شیطانی وسوسہ ہے۔ اللہ کی راہ میں ہجرت، قربانی اور جہاد فی سبیل اللہ کے بغیر کبھی یہ امت کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتی اور نہ ہی عزتوں اور رفعتوں کی اوج ثریا پر متمکن ہوسکتی ہے۔

اب ہم میں سے ہر ایک کو اپنا تعین کرنا ہے کہ وہ کس منزل کا راہی ہے، کیا وہ مجاہدین صف شکن کی صفوں میں کھڑا ہونا چاہتا ہے یا طواغیت کا حواری اور ان کا ہم نوالہ وہم پیالہ بننے میں اپنے لیے سعادت وفخر سمجھتا ہے۔

میدان سج چکے ہیں، مجاہدین کے کارواں رواں دواں ہیں، "غلاموں" کے جتھے ہر محاذ پر مجاہدین کی راہ روکنے کی کوشش کریں گے لیکن ان شاءاللہ یہ اور ان کے حواری "علماء" منہ کی کھائیں گے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے آگے باندھے جانے والے بند کو مجاہدین کا سیل رواں خس وخاشاک کی طرح بہالے جائے گا۔

ان سب باتوں کے باوجود حقیقت اپنی جگہ پر ہے۔ مجاہدین کے اس کارواں کو شہید دینے پڑیں گے، غلاموں کے یہ جتھے اس کارواں کا کچھ نہ کچھ نقصان ضرور کریں گے، غلاموں کے تازیانے کچھ پیٹھوں پر ضرور برسیں گے لیکن آخری اور حقیقی فتح اہل اسلام ہی کا مقدر بنے گی

۔شہادتوں کی فصل بالاخر اپنا رنگ ضرور لائے گی۔۔۔۔ان شاءاللہ

گستاخان رسول پر ننگی تلوار

ابوغریب المکی رحمہ اللہ

اسلام آباد میں صلیب کے پجاری **ڈنمارک** کے سفارت خانے پر حملہ کرنے والے شہیدی مجاہد

امت مسلمہ کے نام

میری پیاری امت مسلمہ، اس کے نوجوانوں اور بزرگوں کے نام!

جنہیں میں جہاد فی سبیل اللہ کی جانب راغب کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات عطا کردے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھ سکو، وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور پاکیزہ مکانوں میں جو جنت میں تیار ہیں داخل کرے گا، اور یہی بڑی کامیابی ہے، اور ایک اور چیز جسے تم بہت چاہتے ہو یعنی اللہ کی مدد اور عنقریب فتح اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو'' (الصف ۱۰-۱۳)

اسی طرح اللہ فرماتے ہیں:

''تمہیں کیا ہو جاتا ہے جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین سے چمٹ جاتے ہو، کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیا پر راضی ہو رہتے ہو، سو آخرت کے مقابلے میں دنیاوی سازو سامان تو بہت ہی تھوڑا ہے'' (التوبہ:۳۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اگر امت پر میری جدائی شاک نہ گذرتی تو میں اللہ کی راہ میں لڑے جانے والے کسی غزوے سے پیچھے نہ رہتا'' اور فرمایا ''میری شدید خواہش ہے کہ میں

اللہ کی راہ میں جنگ کروں اور شہید کر دیا جاؤں، پھر جنگ کروں اور پھر شہید کر دیا جاؤں ''۔ذرا دیکھئے ہمارے نبی ﷺ بھی اس منزل کی تمنا کر رہے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں اور پھر شہید ہو جائیں ۔صحابہ کرامؓ اور ان کی قربانیاں اور آپ کیا جانیں کہ ان کی قربانیں کیسی تھیں ۔احد کے معرکے کے دوران ایک صحابی کے پاس چند کھجوریں تھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تمہارے اور جنت کے مابین صرف اتنا فاصلہ ہے کہ یہ کفار تمہیں قتل کر دیں ۔وہ صحابی پھر سے کھجوریں کھانے میں مصروف ہو گئے، پھر ان کھجوروں کو دیکھتے ہوئے کہنے لگے اللہ کی قسم یہ بڑی طویل زندگی ہے میں یہ کھجوریں کھالوں، یہ سوچ کر دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ۔

حتیٰ کہ صحابیات رضی اللہ عنہن جو عورتیں تھیں مرد نہیں احد کہ معرکے میں جب مشرکین رسول اللہ ﷺ پر ٹوٹ پڑے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں دائیں طرف رخ کرتا تو امّ عمارہ اس جانب میرا دفاع کرتیں اور اگر میں بائیں جانب رخ کرتا تو اس جانب آ کر میرا دفاع کرتیں''۔یہ خاتون کا معاملہ ہے غور کریں آج کتنے ہی مرد و نوجوان نبی ﷺ اور اپنے رب اور اپنی بھائیوں کی نصرت سے ہاتھ کھینچے بیٹھے ہیں۔

اہل ثروت کے نام!

مالدار حضرات سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے معاملے میں اللہ سے ڈریے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے'' جو لوگ سونا اور چاندی اکھٹا کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادیں'' لٰہذا ڈریئے اللہ سے!

ہر وہ شخص جس نے میری معاونت کی اور وہ تمام تاجر حضرات جنھوں نے اس کاروائی کے لیے تعاون کیا میں ان سے کہوں گا کہ ان شاءاللہ میں قیامت کے دن اس بات کی گواہی

دوں گا کہ اس شخص نے اس کاروائی میں میری مدد کی تھی اور میں اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ فردوس اعلیٰ میں آمنے سامنے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت میں ہمیں اکٹھا فرما دے اور اُن سے اچھی کس کی رفاقت ہوگی۔

علماء کرام کے نام!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''بے شک جو لوگ ہمارے احکام اور ہدایت کو جو ہم نے نازل کی چھپاتے ہیں باوجود یہ کہ ہم نے ان لوگوں کے سمجھانے کی لیے اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے ایسوں پر اللہ تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے''

لہٰذا اس علم سے متعلق جو آپ کے پاس ہے اللہ سے ڈریئے اور جہاد کے احکامات کو مت چھپایئے کیوں کہ یہ تو بہرحال جاری رہے گا۔ آپ کے ساتھ بھی اور آپ کے بغیر بھی۔ لیکن اپنا جائزہ لیں اور ان مرتد حکام اور سرداروں کی اطاعت نہ کریں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے'' بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے نہ مددگار، جس دن ان کے منہ آگ میں الٹائے جائیں گے تو کہیں گے اے کاش! ہم اللہ کی اطاعت کرتے اور رسول ﷺ کا حکم مانتے اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہنا مانا تو انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے گمراہ کر دیا، اے ہمارے رب ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت فرما''

قیامت کے روز جب آپ اس کے دربار میں کھڑے ہوں گے اور آپ سے اپنے حاصل کردہ علم کی بابت سوال ہوگا تو آپ کیا جواب دیں گے؟ کیا یہ جواب دیں گے کہ ہم نے

اپنے وڈیروں کے لیے حاصل کیا تھا تا کہ ان کی مرضی کے مطابق فتوے دے سکیں؟ اس وقت آپ کیا جواب دے سکیں گے جب میدان محشر میں آپ کے بھائی اللہ تعالیٰ کے سامنے کہیں گے کہ یا اللہ! یہی ہیں وہ جنہوں نے ہماری نصرت کے لیے فتویٰ تک نہ دیا۔ اللہ کی قسم ہر لٹی ہوئی عصمت اور ہر ناحق بہائے گئے خون کا آپ کو حساب دینا ہوگا۔ سوا پنے بھائیوں کے معاملے میں اللہ سے ڈریں، رسول اللہ ﷺ کی توہین کے معاملے میں اللہ سے ڈریں۔

عراقی بھائیوں کے نام!

میں غمگین ہوں اور شکوہ کرنا چاہتا ہو! میرا دل زخموں سے چور چور ہے
اور میرے دوست تک میرا ساتھ چھوڑ چکے ہیں
میرے گھر پر خلافت کا سایہ تھا میرے رب کی رحمت کا سایہ تھا
جب کہ آج کتے زمام اقتدار سنبھالے بیٹھے ہیں
دجلہ سے فرات تک ہم اپنے لہو سے یہ کلمات لکھتے ہیں
آؤ دیکھو ان کی کرامات کہ امریکی کیسے نادم ہو کر نکلتے ہیں
امریکی اور برطانوی سمندر جیسی فوجیں لیے اترے
ہمارے گھروں کے سامنے اڈے بنا کر بیٹھے رہے
اللہ ہی جانتا ہے ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے
میزائلوں اور ٹینکوں کی بمباری ہے فضاء جہازوں سے لدی پڑی ہے
زمین پر ھمر دوڑ رہی ہے شور سے بچے تک دوڑ رہے ہیں
اجتماع، کانفرنسیں، قائدین کی تقریریں آخر کب تک؟

ان میں ہم پر کی جانے والی تنقید، الزامات آخر کب تک؟

جس کا حاصل صرف ہمارے لیے پریشانیاں ہیں

اے اہل مرؤت! اے اہل ثروت ووقار دیکھو

ابوغریب میں تمہارے چچازاد بھائیوں اور بہنوں پر

کس طرح امریکی حکم چلاتے پھرتے ہیں

اوران کی آبروریزی کرتے ہیں

اے اللہ! اے گناہوں کو بخشنے والے! تو رحم فرما!

اے اللہ! مومنین اور مہاجرین کے درجات بلند فرما!

آخری پیغام اہل صلیب کے نام!

آخر میں میں صلیب کے پجاری ڈنمارک والوں سے کہوں گا کہ اللہ کے حکم سے یہ کوئی پہلا اور آخری انتقام نہیں، ان شاء اللہ شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ اور مجاہدین تمہیں چین سے نہ بیٹھنے دیں گے، ان شاء اللہ ہم زمین سے تمہارا نام ونشان تک مٹا کر چھوڑیں گے اور ہر اس شخص کے لیے جس نے ہمارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کی، ہم نے اس کے لیے یہ بارودی گاڑیاں تیار کر رکھی ہیں۔

والدہ کے نام!

آخر میں میں یہ چند اشعار اپنی والدہ کے نام کرتا ہوں اور اگر اللہ نے میری شہادت قبول فرمالی تو سب سے پہلے جس ہستی کی میں سب سے پہلے سفارش کروں گا وہ میری پیاری ماں ہوگی:

اے ماں! مجھے معاف کردینا

میری طویل عمر کی لغزشیں معاف کر دینا

میرا مقصد آپکو دکھ پہنچانا نہیں

اے میری جان سے عزیز ماں!

مگر میں کیا کروں کہ جنت مجھے پکار رہی ہے

مجھے پکار رہی ہے

اے میری ماں مجھے معاف کر دینا

یہ نہ کہنا کہ میں نے آپ سے جفا کی ہے

بھلا میں اس ہستی سے کیسے جفا کر سکتا ہوں

جس نے دنیا میں میری نگہداشت کی

بھلا میں کیوں آپ کی آنکھ کو نم کروں گا

کہ آپ تو مجھے اپنی جان سے بھی عزیز ہیں

میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں

اتنی عزیز کہ بیان سے باہر ہے

اگر آپ کو معلوم ہو جائے کہ امت کی کیا حالت ہے

تو مجھے یقین ہے کہ آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں گی

مسلمانوں نے امن کے نام پر ذلت کو گلے لگا لیا ہے

اور اہل عرب غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں

ماں! دیکھو ایک چھوٹا سا بچا ملبے کے ڈھیر تلے دبا ہے

جب کہ اس کی زخمی ماں کسی کو مدد کے لیے پکار رہی ہے

میں اس ذلت کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتا

اپنی بہن کو ملعون کافر کے ہاتھوں ذلیل ہوتا نہیں دیکھ سکتا

نہیں چاہیے۔۔۔۔۔۔نہیں چاہیے۔۔۔۔۔۔نہیں چاہیے

مجھے یہ مٹی کی حور نہیں چاہیے

مجھے تو جنت کی خوش چشم حور چاہیے

طائفہ منصورہ

استفادہ: ابو البراء الاثری حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ ابو قتادہ فلسطینی حفظہ اللہ

آج مسلمان جس دور سے گزر رہے ہیں ان کی زندگی انتہائی شرمناک، ذلت ورسوائی اور عاروالی زندگی ہے۔مسلمان رشدوھدایت کے نشانات اور مقامات گم کر بیٹھے ہیں۔اوراللہ کی وہ رسی ان کے ہاتھوں سے چھوٹ چکی ہے جس پر اللہ نے ان کو جمع کیا تھا وہ شہروں میں تمکین و غلبے اور قیادت وسیادت کا وعدہ تھا اسی لیے آج مسلمان خود اپنے سامنے بھی اور اپنے دشمنوں کے سامنے بھی حقیر و بے قیمت ہوگئے ہیں۔ باطل ان کے شہروں میں تکبر و غروراور بے خوف ہو کر چل رہا ہے اور مرتدین کا گروہ طاقت اور قوت حاصل کر چکا ہے اور خارجی کفر اور داخلی ارتداد نے برائیوں پر آپس میں عہد و پیمان اور سمجھوتہ کرلیا ہے لیکن مسلمان لہو ولعب اور عبث و بے حیائی کے کاموں میں مشغول ہو چکے ہیں۔ اور اسلامی جماعتیں اور فرقے نے نور وھدایت کے مصدر ''کتاب وسنت'' کو چھوڑ کر افکار الرجال اور اپنے اپنے اجتھادات کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں۔اور جن لوگوں نے اس ھدایت یعنی کتاب وسنت کے ساتھ کما حقہ تمسک کیا ہوا ہے ان پر غربت واجنبیت کے آثار نمایاں ہو چکے ہیں۔ان کی آنکھیں الٰہی وعدے کی منتظر ہیں جو کہ فتح ونصرت یا شہادت کی صورت میں ضرور آنے والا ہے۔آج پھر وہی غربتِ اسلام کا زمانہ ہے دینِ الٰہی اور اسکے معالم اجنبی اور ناموس ہو چکے ہیں اہل حق کی غربت واجنبیت واضح ہے اور ان کی ابتلاء و آزمائش جاری وساری ہے۔یقیناً نہ تو ہم اس زمانے کے نئے لوگ ہیں اور نہ ہی ہمارا

عقیدہ نیا ہے بلکہ ہمارا تعلق تو اس طائفہ اور جماعت سے ہے جو کہ ''طائفۃ الحق والجہاد'' ہے اور ہم نے اللہ کی مدد اور توفیق سے اپنے اوپر یہ قسم کھا رکھی ہے کہ جب تک ہماری رگوں میں خون گردش کرتا رہے گا اور نفس حرکت کرتا رہے گا ہم ہمیشہ اسی ''طائفہ منصورہ'' کے ساتھ تمسک رکھیں گے۔ ان شاء اللہ ہماری چاہت اور خواہش ہے کہ رب العالمین کے اس خطاب میں داخل ہو جائیں اور دین وملت کے دشمنوں کے لیے عبرتناک عذاب بن جائیں۔ اللہ کا وہ خطاب یہ ہے:

''وَلاَ یَطؤن مَوطِئا یَغِیُظُ الکفار اِلا کُتب لَھُم بِہ عمل صالح''

''اور نہ وہ کسی ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جو کافروں کو غصہ دلائے مگر اس کے بدلے ان کے لیے ایک نیک عمل لکھ دیا جاتا ہے۔ (التوبۃ: ۱۲۰)

ہم نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ دین وملت کے یہ دشمن جب تک اپنے کفر وظلم پر قائم ہیں ہم ان کی اس زندگی کو جس کو انہوں نے سعادت ونعمت سمجھ رکھا ہے شقاوت وعذاب کی صورت میں بدل دیں گے۔

''وَلَا تَھِنُوا وَلَا تَحزَنُوا وَأنُتُمُ الُاعُلَونَ اِن کُنتُم مُؤمِنُونَ''

''اور نہ ہمت ہارو اور نہ غم کرو تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن رہے''

سلمہ بن نفیل الکندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بعض) لوگوں نے گھوڑوں کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا، اسلحہ رکھ دیا اور کہتے ہیں اب جہاد نہیں رہا، جنگ ختم ہو چکی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوئے اور فرمایا ''غلط کہتے ہیں وہ لوگ... اب ہی تو قتال کا وقت آیا ہے اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ ہی حق پر قائم، اللہ کے راستے میں قتال کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کچھ

لوگوں کے دلوں میں ٹیڑ ڈال دے گا (تاکہ وہ ان سے لڑیں) اور اللہ ان (دشمنوں) سے ان کو رزق (غنیمت) فراہم کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے اور یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو جائے، اور گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک بھلائی رکھ دی گئی ہے یہ بات مجھ کو وحی کے ذریعے بتائی گئی ہے کہ اب جلد ہی میری روح قبض کر لی جائے گی۔''

(سنن نسائی کتاب الخیل رقم: ۳۵۶۱) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

طائفہ منصورہ طائفہ مقاتلہ ہے

❀ **ہمارا عقیدہ ہے کہ طائفہ منصورہ ''طائفة العلم والجهاد'' ہے۔**

① سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قتال کرتا رہے گا قیامت تک غالب رہے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''پس جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو مسلمانوں کے امیر (یعنی امام مہدی) کہیں گے کہ آپ آئیں اور ہمیں نماز کی امامت کرائیں لیکن عیسیٰ علیہ السلام ان کو جواب دیں گے کہ میں امامت نہیں کروں گا بلاشبہ تم میں سے بعض لوگ بعض پر امیر ہیں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عزت و بزرگی عطا کی ہے (کہ ان کا امام انہی میں سے ہو)

(صحیح مسلم کتاب الا یمان رقم: ۳۹۵)

② سیدنا عقبہ بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لاتزال طائفة من امتى يقاتلون على الحق ظاهرين على من ناوأهم حتى يقاتل آخرهم الدجال''

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قتال کرتا رہے گا اپنے مخالفین و دشمنوں پر غالب رہے گا یہاں تک کہ ان کا آخری دجال سے قتال کرے گا۔ (مسند احمد)

③ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”لاتزال عصابة من أمتی یقاتلون علی أمر اللہ قاهرین لعدوهم، لایضرهم من خالفهم حتی تأتیهم الساعة وهم علی ذالک“

”میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم کے مطابق ہمیشہ قتال کرتا رہے گا اپنے دشمنوں پر قہر بن کر ٹوٹے گا کسی کی مخالفت انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی راہ پر قائم ہوں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الا مارة رقم:٤٩٥٧)

④ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لن یبرح هٰذا الدین قائما یقاتل علیه عصابة من المسلمین حتی تقوم الساعة“

”یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا مسلمانوں کی ایک جماعت اس پر لڑتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے۔(صحیح مسلم کتاب الا مارہ رقم:٤٩٥٣)

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ طائفہ منصورہ جس کی مدح و تعریف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے اس کی شرط اور صفت یہ ہے کہ وہ دین کے اظہار اور غلبے کے لیے قتال فی سبیل اللہ کرے گا۔احادیث کے الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ طائفہ منصورہ کبھی بھی منقطع اور ختم نہ ہوگا ہمیشہ حق پر قائم اور باقی رہے گا۔ یہ لوگ سلف صالحین کے پیروکار ہوں گے اور کتاب وسنت سے ہدایت و رہنمائی لیتے ہوں گے۔اور بدعات وخرافات سے بچتے ہوں گے۔اور اکثر سلف صالحین کا یہ کہنا کہ طائفہ منصورہ سے مراد”اہل الحدیث“ ہیں تو یقیناً یہ معنیٰ حق پر مبنی ہے۔ان کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ وہ

اہل حدیث کے عقیدے پر ہوں گے کیونکہ انہی کا عقیدہ سب سے زیادہ علم اور سلامتی والا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ طائفہ منصورہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ذکر کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "**ان لم یکونوا أھل الحدیث فلا ادری من ھم**" اگروہ طائفہ منصورہ اہل حدیث نہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں؟"

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے امام احمد کی مراد اہل السنة والجماعة ہیں اور جو اہل حدیث کے مذہب پر یقین رکھتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تاتاریوں سے قتال کے واجب ہونے کے اپنے فتوے میں جہاں طائفہ منصوہ کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ "مصر اور شام کے وہ لوگ جو اس وقت دین اسلام کی خاطر قتال کررہے ہیں وہ باقی لوگوں کی نسبت اس طائفہ منصورہ میں داخل ہونے کا زیادہ حق رکھتے ہیں جس کا ذکر نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔(مجموع فتاویٰ ۲۸/۲۵۳)

جہاد کیوں؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مخلوق کو اپنی عبادت و بندگی کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"**وما خلقت الجن والانس اِلا لیعبدون**"(الذاریات ۵۹)

"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں"

پھر مخلوق دو حصوں میں تقسیم ہوگئی چنانچہ ان میں سے بعض اللہ پر ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا۔

"**فریق فی الجنة وفریق فی السعیر. ولو شاء اللہ لجعلھم امة واحدہ**

ولكن يدخل من يشاء فی رحمته والظالمون ما لهم من ولی ولا نصیر"

"ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ بھڑکتی آگ میں اور اگر اللہ چاہتا تو ضرور انہیں ایک امت بنا دیتا لیکن وہ اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور جو ظالم ہیں ان کے لیے نہ تو کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار" (الشوریٰ ۷۔۸)

اور اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض کے لیے فتنہ اور آزمائش بنایا

"وجعلنا بعضکم لبعض فتنة ا تصبرون"

اور ہم نے تمہارے بعض کو بعض کے لیے ایک آزمائش بنایا ہے کیا تم صبر کرو گے؟ (الفرقان: ۲۰)

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"انما بعثتک لأ بتلیک وابتلی بک"

میں نے تجھے اس لیے بھیجا ہے کہ تجھے آزماؤں (صبر اور استقامت میں کافروں کی ایذا پر) اور ان لوگوں کو آزماؤں جن کے پاس تجھ کو بھیجا ہے۔

(صحیح مسلم رقم:۷۲۰۷)

چنانچہ مومن کو کافر کے ساتھ آزمایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَلَنَبلُوَنَّكُم حَتّٰى نَعلَمَ المُجَاهِدِينَ مِنكُم وَالصَّابِرِينَ وَنَبلُوا أَخبَارَكُم" (محمد:۳۱)

"اور ہم ضرور ہی تمھیں آزمائیں گے، یہاں تک کہ تم میں سے جہاد کرنے والوں کو اور صبر کرنے والوں کو جان لیں اور تاکہ تمہارے حالات جانچ لیں"۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ کفار و مشرکین کو ہدایت اور حق کی طرف دعوت دیں

پھر جو کوئی حق کو قبول کرنے سے انکار کر دے یا اعراض کرے تو پھر اللہ نے اس سے قتال کرنے کا حکم دیا ہے یہاں تک کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے اور دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"امرتُ أن اقاتل الناس حتی یشهدوا أن لا اِلٰه اِلا الله وأن محمدا رسول الله"

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں"۔(متفق علیه)

اس طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بعثت بین یدی الساعة بالسیف حتی یعبد ا لله وحده لا شریک له"

مجھے قیامت سے پہلے تلوار دے کر بھیجا گیا ہے یہاں تک کہ ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی جانے لگے۔(مسند احمد)

جہاد ایک شرعی اور ربانی حکم ہے جو کہ زمین پر اللہ کے دین کے غلبہ اور زمین سے فتنہ یعنی شرک کو ختم کرنے کے لیے ہے یہاں تک کہ اس کائنات میں اللہ کی حاکمیت و بادشاہ کے علاوہ کسی کی بادشاہت باقی نہ بچے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قاتلوهم حَتّٰی لا تکون فتنة ویکون الدین کله لله"

"ان سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کا ہو جائے"

چنانچہ ایک حدیث میں جہاد کو اسلام کی کوہان کی چوٹی قرار دیا گیا ہے۔
اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں محمد ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے

" انما بعثتک لا بتلیک وابتلی بک.... استخرجهم کما أخرجوک، واغزهم نغزک، وانفق فسینفق علیک، وابعث جیشا نبعث خمسة مثله، وقاتل بمن اطاعک من عصاک"

"میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تجھ کو آزماؤں اوران لوگوں کو آزماؤں جن کے پاس تجھے بھیجا گیا ہے۔ان (کفار ومشرکین) کو نکال دے جیسے انہوں نے تجھے نکالا اور جہاد کر ان سے ہم تیری مدد کریں گے اور خرچ کر تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا اور تو لشکر روانہ کر ہم ویسے پانچ لشکر بھیجیں گے اور جو تیری اطاعت کریں انکو لے کر ان سے لڑ جو تیری نافرمانی کریں۔(صحیح مسلم رقم:۷۲۰۷)

اور جہاد ہی کے ساتھ لوگ کئی صفوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ کوئی اہل ایمان اور اہل توحید کی صف میں ہوتا ہے اور کوئی کفر اور اہل کفر کی صف میں ہوتا ہے تو کوئی اہل نفاق کی صف میں کھڑا ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَمَاأَصَابَكُم يَوْمَ التَقى الْجَمْعَانِ فَبِاذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤمِنِيْن وليعلم الـذيـنَ نَـافَقُوا وَقِيْلَ لَهُم تعَالَوا قَاتِلُوا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أوِدفَعُوا ،قَالُوا لَو نَـعْلَمُ قِتَالاً لَاتَّبَعْنَاكُم.هُم لِلكُفْرِ يومَئِذٍ أقْرَبُ مِنْهُم لِلِايْمَان. يَقُولونَ بِأفْوَاهِهِم مَالَيسَ فِي قُلُوبِهِم،وَاللّٰه أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُون"

"اور جو مصیبت تمہیں اس دن پہنچی جب دو جماعتیں بھڑیں تو وہ اللہ کے حکم سے تھی اور تا کہ وہ ایمان والوں کو جان لے اور تا کہ وہ ان لوگوں کو جان لے جنھوں نے منافقت کی اور جن سے کہا گیا آؤ اللہ کے راستے میں لڑو، یا مدافعت کرو تو انہوں

نے کہا کہ اگر ہم کوئی لڑائی معلوم کرتے تو ضرور تمھارے ساتھ چلتے وہ اس دن اپنے ایمان (قریب ہونے) کی بہ نسبت کفر کے زیادہ قریب تھے۔اپنے مونہوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو وہ چھپاتے ہیں۔(آل عمران:۱۶۷)

ہم کس سے قتال کریں؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو چار تلواریں دے کر بھیجا گیا

① مشرکین کی تلوار

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جن مشرکوں سے تم نے معاہدے کر رکھے تھے اب اللہ اور اس کا رسول ﷺ ایسے معاہدوں سے دست بردار ہوتے ہیں، اور (اے مشرکو) تم زمین میں چار ماہ چل پھر لو اور یہ جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ یقیناً کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے حج اکبر کے دن تمام لوگوں کے لیے اعلان (کیا جاتا) ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری الذمہ ہیں۔ لہٰذا اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم اعراض کرو تو خوب جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور (اے نبیؐ) ان کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجئے۔ ہاں جن مشرکوں سے تم نے معاہدہ کیا ہو پھر انھوں نے اسے پورا کرنے میں کوئی کمی نہ کی ہو اور نہ ہی تمہارے خلاف کسی کی مدد کی ہو تو ان کے ساتھ اس عہد کو معینہ مدت تک پورا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو پسند کرتا ہے ۔ پھر جب یہ حرمت والے چار مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل

کرو، انکا محاصرہ کرو اوران کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بیٹھو، پھر اگر وہ توبہ کرلیں ،نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو (کیونکہ) اللہ درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔(التوبہ:۱۔۵)

② اہل کتاب کی تلوار

”قَاتِلُو الَّذِيْنَ لَايُؤمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُه وَلَا يَدِيْنُونَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوْتُوا الكِتَابَ“

جنگ کرو اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے خلاف جو اللہ اور روز آخر پر ایمان نہیں لاتے اور جو کچھ اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اسے حرام نہیں کرتے اور دین حق کو اپنا دین نہیں بناتے۔(التوبۃ:۲۹)

③ باغیوں کی تلوار

فَاِن بَغَتْ اِحْداهُمَا عَلى الاُخْرىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِى تَبْغِى “

پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو۔(الحجرات:۹)

④ منافقین کی تلوار

”يَاَيُّهَاالنَّبِىُّ جَاهِدِالْكُفّارَوَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيهِم“

اے نبی ﷺ کافروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کرو اور انکے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔(التوبۃ:۷۳،تفسیر ابن کثیر)

مرتد حکومتوں سے دوسرے کفار کی بجائے جہاد مقدم کیوں؟

جیسا کہ سابقہ سطور میں یہ بات گزر چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو متعدد تلواریں دے کر بھیجا گیا اور جہاد کا مقصد یہ ہے کہ زمین سے سے کفر وشرک کا خاتمہ ہو جائے اور دین سارا اللہ ہی کا ہو جائے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دوسرے کفار ومشرکین کی بجائے پہلے موجودہ مرتد حکومتوں سے جہاد ضروری اور مقدم ہے اور اس کے کئی اسباب ہیں۔

① یہ مرتد دوسروں کی بجائے ہمارے زیادہ قریب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُونَكُم مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُم غِلْظَةً"

اے ایمان والوں: ان لوگوں سے لڑو جو کافروں میں سے تمہارے قریب ہیں اور لازم ہے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔(التوبة:١٢٣)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا ہے کہ کافروں سے لڑو تو پہلے ان لوگوں سے لڑو جو مرکزِ اسلام سے قریب تر ہیں اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے مشرکین سے جنگ شروع کی تو جزیرة العرب سے ابتدا کی۔ مکے، مدینے، طائف، یمن، یمامہ، حجر، خیبر حضر موت، غرض یہ کہ جزیرة العرب کے اور دوسرے علاقوں کو پہلے فتح کر لیا اور عرب کے قبائل دین اسلام میں جوق در جوق داخل ہونے لگے تو پھر اہل کتاب سے جنگیں شروع ہونے لگیں اور رومیوں سے جنگ کا رادہ کر لیا کیونکہ یہ لوگ دوسروں کی بجائے جزیرہ عرب کے قریب رہنے والے

تھے۔(تفسیر ابن کثیر ۶۴۱/۲)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر قوم اپنے قریبی دشمن سے پہلے قتال کرے گی کیونکہ قریبی دشمن کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ قتال کرنے سے باقی دشمنوں سے بھی محفوظ رہا جاسکتا ہے جبکہ قریبی دشمن کو چھوڑ کر دور کے دشمن کے ساتھ مشغول ہونے سے قریبی دشمن طاقتور اور مضبوط ہو جائے گا اور موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے گا۔

(المغنی مع شرح الکبیر: ۳۷۲/۱۰۔۳۷۳)

② مرتد اصلی کافر کی بجائے قتال کا زیادہ حق دار ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سنت سے یہ بات ثابت ہے کہ مرتد کی سزا متعدد وجوہات کی بنا پر اصلی کافر کی سزا سے زیادہ بڑی ہوتی ہے مثلاً مرتد کو ہر حال میں قتل کیا جاتا ہے اور اس سے جزیہ وصول نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی وہ ذمی بن کر رہ سکتا ہے۔ بخلاف اصلی کافر کے اسی طرح مرتد کو پھر بھی قتل کیا جائے گا اگر چہ وہ قتال کرنے سے عاجز بھی آچکا ہو بخلاف اصلی کافر کے۔(مجموع الفتاویٰ ۵۳۴/۲۸)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں کہ ”اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ ارتداد کا کفر اصلی کفر کی بجائے زیادہ غلیظ ہوتا ہے۔(مجموع الفتاویٰ: ۴۷/۲۸)

اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور باقی تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دوسرے کفار کی بجائے پہلے مرتدین سے جہاد شروع کیا کیونکہ مرتدین سے جہاد اصل میں مسلمانوں کے مفتوحہ علاقوں کی حفاظت ہے۔ پھر فرمایا کہ ”اصل مال کی حفاظت نفع پر مقدم ہوتی ہے“

(مجموع فتاویٰ ۱۵۸/۳۵۔۱۵۹)

③ ان مرتدین سے جہاد دفاعی جہاد کی جنس سے ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ دین اور دنیا کو برباد کرنے والے حملہ آور دشمن کو پچھاڑنا ایمان لانے کے بعد سب سے اہم ترین فریضہ ہے اس کی فرضیت کے لیے کوئی شرائط (مثلاً زادِراہ اور سواری موجود ہونے کی شرط بھی ساقط ہوجاتی ہے) نہیں بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو دشمن کو پچھاڑا جائے۔'' (الفتاویٰ الکبریٰ ٤/٦٠٨)

اور بلاشبہ یہ مرتد حکومتیں فحاشی وعریانی کی اشاعت اور کفر وشرک کو پھیلا کر اور داعیان حق پر حملے کر کے اور باقی بے شمار رذائل کو مزین کر کے مسلمانوں کے دین کو برباد کر رہی ہیں۔ اسی طرح ان مرتد حکومتوں نے مسلمانوں کی دنیا کو بھی تباہ و برباد کر دیا ہے۔ انہوں نے اس امت کے اسباب و وسائل اور اموال اس کے دشمنوں کو بیچ دیئے ہیں اور جس کے نتیجے میں فقیری ومحتاجی پھیل چکی ہے اور انہوں نے مسلمانوں کو ایسے فرسودہ قوانین کے ساتھ جکڑ دیا جو کہ مغرب سے درآمد کنندہ ہیں۔

④ امر شرعی امرِ قدری کے مطابق ہے۔

جیسا کہ ہم اس حقیقت کا مشاہدہ کر چکے ہیں کہ اس وقت کفار ومشرکین صرف ان مرتدین کی مدد سے ہی مسلمانوں پر حملے کر رہے ہیں۔ فلسطین میں یہودیوں کو کس نے طاقت فراہم کی ،ان کی فوجیں اسی مرتد گروہ کی حمایت کی وجہ سے ہی مضبوط ہوئی ہیں اور وہ لوگ کون ہیں جنہوں نے کفار کی فوجوں کو مسلمانوں کے علاقوں میں مسلح کر کے بٹھا رکھا ہے۔ بلاشبہ یہی وہ مرتد حکام اور ان کی مرتد حکومتیں ہی تو ہیں جنہوں نے یہ سب کام کیے ہیں۔

مسلمانوں پر حاکم مرتد حکومتوں سے قتال کا حکم

① جب کوئی حاکم مرتد ہوجائے تو تمام مسلمانوں پر (جن کے پاس کوئی شرعی عذر

نہیں) اس کو اتارنا اور اس کے خلاف خروج کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس پر تمام اہل السنۃ کا اجماع ہے۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ "ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوایا چنانچہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی کہ ہم سنیں گے اطاعت کریں گے چاہے حالات سخت ہوں یا سازگار، خوشی ہو یا غمی، ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے (ہم محروم کیے جائیں) پھر بھی ہم اہل حکومت سے اختیارات واپس نہ لیں گے سوائے اس صورت کے کہ ان سے ایسا واضح کفر سرزد ہو جائے جس کے کفر ہونے پر اللہ کے دین میں صریح دلیل موجود ہو۔

(بخاری و مسلم)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسے حکمران جن سے کفریہ افعال کا ظہور ہو ہر مسلم پر فرض ہو جاتا ہے کہ اس بارے میں اپنی ذمہ داری نبھانے کے لیے اٹھ کھڑا ہو جس میں طاقت وقوت ہوگی اسے ثواب ملے گا اور جو طاقت کے باوجود سستی کرے گا اسے گناہ ملے گا۔ (فتح الباری: ۱۲۳/۱۳)

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے ضمن میں قاضی عیاض رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ کافر کو امام نہیں بنایا جاسکتا اور اگر امام بننے کے بعد کسی نے کفر کیا تو اسے بھی معزول کیا جائے گا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ اگر امام نے کفر کیا شریعت کو تبدیل کیا یا بدعت کا مرتکب ہوا تو وہ امام نہ رہا اس کی اطاعت ساقط ہوگئی اور مسلمانوں پر اس کے خلاف خروج واجب ہوگا اور اس کی جگہ اگر ممکن ہو تو عادل امام کا تقرر کرنا ہوگا اگر سب کی بجائے ایک گروہ ایسا کرسکتا ہو تو اس پر بھی اس کافر کو اتارنا واجب ہوگا۔ (شرح صحیح مسلم ۲۲۹/۱۲)

② اسی طرح ان حکمرانوں کے خلاف جہاد واجب ہونے کی تائید اس بات سے بھی

ہوتی ہے کہ یہ مرتد حکمران مسلمانوں کے گھروں اور علاقوں میں گھس آئے ہیں۔فقہاء نے ذکر کیا ہے کہ چند حالات کے سوا جہاد فرض کفایہ ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ "جب کفار مسلمانوں کے کسی بھی علاقے میں گھس آئیں تو اس وقت جہاد فرض عین ہوجاتا ہے۔

ماوردی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "کیونکہ یہ دفاعی قتال ہے اقدامی قتال نہیں اس لیے یہ ہر طاقت والے پر فرض عین ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب کفار دارالاسلام میں داخل ہوجائیں تو ہر قریب والے پر جہاد فرض عین ہوجاتا ہے اور دور والے پر فرض کفایہ ہوتا ہے (شرح السنة ١٠/٣٧٤)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب دشمن اسلامی سرزمین میں گھس آئے تو بلاشبہ اسے نکال باہر کرنا قریبی آبادیوں پر اور اگر وہ نکال نہ سکیں تو اس کے بعد والی قریبی آبادیوں پر فرض ہوجاتا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے تمام علاقوں کی حیثیت دراصل ایک ہی ملک کی سی ہے۔

(الفتاویٰ الکبریٰ ٤/٦٠٨)(بداية المبتدى مع شرحه الهداية:٢/١٣٥ فقه حنفى)،حاشيه الدسوتى على الشرح الكبير٢/١٧٥ فقه مالكى)، روضة الطالبين فقه شافعى ١٠/٢١٤)،(المغنى :٨/٣٦٤ فقه حنبلى).

لہٰذا مسلمانوں کے علاقوں پر ان مرتد حکمرانوں کا تسلط دراصل مسلمانوں کے علاقوں میں کافروں کا پوری طاقت کے ساتھ داخل ہونے کی جنس سے ہے۔اسی لئے ان سے قتال فرض عین ہے یہاں تک کہ اللہ کا دین غالب ہوجائے مسلمانوں کی جان ومال محفوظ ہوجائے اور دشمن ذلیل ہوجائے۔

اکیلے مسلمان کا کفار سے قتال کرنا ایک جماعت کے جہاد ہی کی طرح ہے اگرچہ امام نہ بھی ہو۔

عصرِ حاضر میں دین میں تحریف کرنے والے اور اس کی اصلی صورت مسخ کر کے پیش کرنے والے بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک دس، بیس، چالیس مسلمانوں کا جنگ کرنا درست نہیں ہے اور نہ ہی اسے جہاد کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح وہ یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ شرعی امام کے بغیر قتال ناجائز اور غیر مشروع ہے۔ حالانکہ ان کا یہ محض دعویٰ ہی ہے جس کی پشت پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اس دعوے کا خالی تصور کرنے سے ہی اس کا بودا ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ ان کا یہ دعویٰ ہی ان پر جہالت اور حماقت کا حکم لگانے کے لیے کافی ہے۔ اسی طرح ان کے اس طرح کے دوسرے بہت سے دعوے اور شروط لگانا حقیقت میں اللہ کی شریعت کو معطل کرنے کے مترادف ہیں۔ ایسے لوگ اپنے اس دعوے کی دلیل میں ایک حدیث بھی پیش کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے جس سے ان کا مذعوم معنیٰ اور مفہوم نکلتا ہو۔ انکے ان دعوؤں اور شرط کے باطل ہونے پر بے شمار شرعی و عقلی دلائل موجود ہیں اور ان پر ردّ کے لیے اہل علم کے اقوال سے کتب بھری پڑی ہیں۔

① امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر فاسق اور غیر فاسق حکمران کے ساتھ مل کر کافروں سے قتال کیا جائے گا۔ اسی طرح کفار سے اکیلا مسلمان بھی لڑے گا اگر استطاعت ہو۔ (المحلّی: ۲۹۹/۷)

② امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر شرعی امام موجود نہ ہو تو جہاد پھر بھی موخر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس وقت جہاد کو موخر کرنے

سے اس کی مصلحت فوت ہو جائے گی اگر اس جہاد میں (جس میں امام نہ ہو) غنیمت حاصل ہو جائے تو اسے مجاہدین شریعت کے مطابق آپس میں تقسیم کریں گے۔

(المغنی ابن قدامہ:۸/ ۳۵۳)

③ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سنت سے یہ ثابت ہے کہ نماز کا امام ایسا ہو جو قرآن کو زیادہ جاننے والا ہو اور جہاد کی قیادت ایسے آدمی کو کرنی چاہیے جو اسلحہ جنگ میں مہارت رکھتا ہو پھر جب لوگ مختلف ٹولیوں میں بٹ جائیں تو پھر جو کوئی بھی کافر سے جہاد اور فجار کو سزا دینے کے لیے کھڑا ہو گا تو ضروری ہے کہ معروف میں اس کی اطاعت کی جائے۔(مجموع الفتاوی:۱۸/۱۵۸)

④ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

مسلمانوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا کافروں سے جہاد کے لیے امام اعظم کی شرط لگائی جائے گی یا نہیں؟ اس مسئلے میں حق بات یہی ہے کہ یہ مسلمانوں کے ہر فرد پر علیحدہ علیحدہ واجب ہے اس بارے میں قرآنی آیات اور احادیث نبویہ بغیر کسی قید کے مطلق وارد ہوئی ہیں۔(الرسائل السلفیة)

❀ ایسی کوئی نص موجود نہیں جو شرعی امام کی شرط کا فائدہ دے۔

نواب صدیق حسن خان قنوجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔شرط اس کو کہتے ہیں جب وہ رہ جائے تو مشروط بھی ختم ہو جائے جیسا کہ اصولیوں نے ذکر کیا ہے لہٰذا شرط پر دلالت کا حکم اس وقت تک درست نہ ہو گا جب تک کوئی لفظ شرط کا فائدہ نہ دے مثلاً اس لفظ سے کسی چیز کی قبولیت کی نفی معلوم ہوتی ہو یا اس طرح کے کوئی الفاظ ہوں ”لا صلوۃ لمن صلی فی مکان متنجس ،، نہیں نماز اس شخص کی جس نے ناپاک جگہ نماز پڑھی یا کوئی ایسے الفاظ ہوں جن سے ناپاک جگہ نماز پڑھنے سے روکا گیا ہو کیونکہ نہی کسی چیز کے فساد اور نہ ہونے پر دلالت

کرتی ہے لیکن رہی بات خالی امر اور حکم کی تو وہ شرط کے اثبات کے لیے کافی نہیں ہے۔(الروضة الندية ١/٨٠)

کہاں ہے ایسی نص جو جہاد کے لیے شرعی امام کا فائدہ دیتی ہو؟ بلکہ بہت سی احادیث اس بات کا رد کرتی ہیں مثلاً

"الجهاد ماض منذ بعثني الله الى ان يقاتل آخر امتي الدجال لايبطله جور جائر ولا عدل عادل"

"جب سے اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے جہاد جاری ہے اور جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ اس امت کا آخری شخص دجال سے قتال کرے گا اس کو کسی ظالم کا ظلم یا عادل کا عدل باطل نہیں کرسکتا۔(ابوداؤد۔۲۵۳۲۔ ضعف اسناده۔ الالبانی)

سابقہ سطور میں طائفہ منصورہ والی احادیث گزر چکی ہیں جن میں بھی یہ معنی موجود تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

"فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا تكلف اِلا نَفسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ"

"پس اے نبی ﷺ: تو اللہ کے راستے میں جنگ کر تم اپنی ذات کے سوا کسی اور کے لیے ذمہ دار نہیں ہو اور ایمان والوں کو لڑنے کے لیے رغبت دلا" (النساء:٨٤)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت میں نبی ﷺ کو منافقوں سے اعراض کرنے کا حکم ہے اور اسی طرح آپ ﷺ کو قتال فی سبیل اللہ کے لیے محنت وکوشش کرنے کا حکم ہے خواہ اس پر کوئی آپ کی مدد نہ بھی کرے۔ پھر فرمایا اس لیے ہر مومن کو چاہیے کہ وہ جہاد ضرور کرے اگرچہ وہ اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔(تفسیر القرطبی:٥/٢٩٣۔ ٥/١٨٩)

اسی طرح سیدنا ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے قصے سے بھی یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ آپ کسی امیر اور امام کے ماتحت ہرگز نہیں تھے کیونکہ آپ نے اس معاہدے کی پابندی نہیں

کی جو نبی کریم ﷺ نے کافروں سے کیا تھا اور آپ نے صاحب اقتدار امام کی ماتحتی کے بغیر اکیلے ہی مشرکین سے قتال کیا۔

سیدنا ابوبصیر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ کوئی ذاتی نوعیت کا ہرگز نہیں ہے جب کہ بعض لوگوں کا گمان ہے بلکہ اس واقعہ سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی دلیل لی ہے جیسا کہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے صلح حدیبیہ سے مستنبط فقہی فوائد میں ذکر ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ان فوائد میں یہ بھی ہے کہ ''کفار و مشرکین جب کسی مسلمان بادشاہ سے معاہدہ کر لیں اور مسلمانوں میں سے ایک جماعت اس معاہدے سے نکل جائے اور کفار سے جنگ شروع کر دے اور ان کے اموال کو غنیمت بنالے اور یہ جماعت مسلمان حاکم سے ملے بھی نہ تو حاکم پر ایسے لوگوں کو ان سے دور کرنا اور ہٹانا واجب نہیں ہے خواہ وہ جماعت امام کے معاہدے میں دخل ہو یا نہ ہو اور یہ معاہدہ نبی کریم ﷺ اور مشرکین کے درمیان تھا۔ ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں اور مشرکین کے درمیان ہرگز نہیں تھا اسی لیے اگر کسی مسلمان بادشاہ اور کافروں کے درمیان کوئی معاہدہ ہو تو کسی دوسرے علاقے کے مسلمان حاکم کے لیے انہی کافروں سے قتال کرنا اور ان کے اموال کو غنیمت بنانا جائز ہوگا جب ان کا آپس میں کوئی معاہدہ نہ ہو جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ملطیہ کے عیسائیوں کے بارے میں فتویٰ دیا ہے اس سلسلہ میں انہوں نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے واقعے کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ (زادالمعاد ۳/۳۰۹)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وَخُذُوهُم وَاحصُرُوهُم وَاقعُدُوا لَهُم كَلَّ مَرصَد'' (التوبہ :۵)

ان مشرکوں کو پکڑ و اور انہیں گھیر و اور ان کے لیے ہر گھات کی جگہ بیٹھو

❁ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتدین کے متعلق فرمان:

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر یہ لوگ زکوٰۃ میں سے ایک رسی بھی روکیں گے تو میں ضرور ان سے جہاد کروں گا‘‘

دیکھئے کس طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان مرتدین کے بارے میں قتال کے واجب ہونے کا کہا کہ اگر باقی لوگ نہ بھی لڑیں تو اکیلا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی ان سے لڑے گا۔ بس پاک ہے وہ ذات جس نے ہدایت اور عقلوں کو تقسیم کر دیا ہے۔

پس اے میرے مسلم بھائی!

اس بات سے ڈر کہ یہ اللہ کے دشمن تجھے فتنے میں مبتلا نہ کر دیں اور کتاب وسنت کی رسی کو مضبوطی سے تھام لے کیونکہ اس کے تمسک کرنے والا کبھی گمراہ اور بدنصیب نہیں ہوسکتا تو پھر تو یقیناً نجات پانے والوں میں سے ہو جائے گا اور ہمیشہ اللہ سے مدد وتوفیق مانگتا رہے اور اس میں کوتاہی مت کر اور جان لے کہ اگر تو نے قول وفعل کی صداقت، اور درستگی سے کام لیا تو پھر یاد رکھ کہ اللہ مالک الملک کے پاس تیرے لیے اعلیٰ مقام تیار ہے اور جنت کے باغات اور اس کی لازوال نعمتیں تیری منتظر ہیں یا پھر اللہ کی طرف سے مدد ونصرت اور تمکین و غلبہ ہے۔

وَأُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرمِنَ اللّٰهِ وَفَتْح قَرِيْب وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ‘‘

اور وہ تمھیں ایک دوسری چیز بھی دے گا جسے تم پسند کرتے ہو یعنی اللہ کی طرف سے مدد قریب ہی حاصل ہونے والی فتح اور اے نبی مومنوں کو خوشخبری سنا دے۔(الصف:۱۳)

طواغیت کی جیلوں میں تفتیشی حربے

سوئے ہوئے شیر بالاخر جاگ اٹھے ہیں۔دور حاضر کے طواغیت کے جمع کیے ہوئے جادوگروں کا سحر الحمدللہ ٹوٹ رہا ہے۔شباب اسلام میں بیداری کی نئی لہر پیدا ہو رہی ہے جس سے طواغیت کو اپنے تخت نیچے سے سرکتے ہوئے صاف نظر آرہے ہیں۔مسلمانوں کے ممالک میں غالب نظام کفر سے اب ہر مسلمان نالاں نظر آتا ہے۔ایک لاوا جو طویل عرصے سے پک رہا تھا اب بالآخر پھٹنا شروع ہو گیا ہے۔سو اب مرتدین کے لشکر اور ان کی خفیہ ایجنسیاں بھی مجاہدین کے درپے ہیں جو کہ کفر و ارتداد کے اس طوفان کے آگے بند باندھنے نکلے ہیں۔شاید یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے اس نور کو بجھانا چاہتے ہیں لیکن شاید ان مرتد حکمرانوں کی سپاہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ

ے جل کے مرجاتے ہیں سورج کو بجھانے والے

اس مختصر سے مضمون کے ذریعے ہم شباب اسلام بالخصوص جو پاکستان میں اللہ رب العزت کی شریعت کے احیا کے لیے کھڑے ہیں (ان) کو چند تفتیشی حربوں سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں جو خفیہ ایجنسیوں کے اہل کار جیلوں میں موحدین کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔آخر میں ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ کفار و مرتدین کی جیلوں سے ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو نجات عطاء فرمائے اور اللہ ان لوگوں کو اپنی پکڑ میں لے لے جو اللہ کے بندوں کو اذیت سے دوچار کرتے ہیں۔بے شک جیلوں میں موجود مسلمانوں کو چھڑانا ہمارا شرعی فریضہ ہے جس کی ادائیگی ہمارے ذمے باقی ہے۔

دشمن کے علاقے میں شک کی وجہ یا کاروائی کے دوران پکڑے جانے کی صورت میں پولیس یا مختلف خفیہ ایجنسیاں اس شخص سے راز اگلوانے اور حقائق معلوم کرنے کے لیے مختلف

ہتھکنڈے استعمال کرتیں ہیں۔

○ پوچھ گچھ

پکڑے جانے والے اس شخص کے خلاف اگر کوئی واضح ثبوت نہ ہوتو شروع میں تفتیشی ماہرین اس سے مختلف سوالات کرتے ہیں۔مثلاً کون ہو؟ کہاں رہتے ہو؟ کیا کرتے ہو؟ کس سے ملنے آئے تھے؟ وغیرہ وغیرہ (ان سوالات کے مناسب جوابات ہر وقت ذہن میں ہونے چاہیں) اور ساتھ ساتھ ان سوالات کے جوابات لکھتے اور ریکارڈ کرتے جاتے ہیں۔ پھر اس شخص کو کچھ دیر کے لیے تنہا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پھر چند گھنٹوں یا دن رات کے وقفے کے بعد یہی سوالات دہرائے جاتے ہیں۔اگر جوابات میں معمولی سا فرق ہوتو اس کو بنیاد بنا کر تفتیش کو آگے بڑھایا جاتا ہے اور اس قیدی پر دباؤ ڈالا جاتا ہے۔

❁ توڑ

اپنی تیار کردہ کور سٹوری مکمل بیان کریں اور اسے اچھی طرح ذہن نشین کریں تا کہ بار بار سوالات کے نتیجے میں آپ کے بیانات وجوابات میں تضاد نہ ہو۔

○ ہیبت ناک ماحول

اس مجرم اور قیدی کو ایسے ٹارچر سیلوں میں لے جایا جاتا ہے جہاں کا ماحول اس کو دھشت زدہ کردے تا کہ یہ شخص قوت برداشت سے کام نہ لے سکے اور خائف ہو کر تمام راز اگل دے ۔ایسے ٹارچر سیلوں میں جسمانی اذیت کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں۔

مثلاً:

① شکنجوں میں جکڑ کر اعضائے جسمانی کو توڑنا۔

② لباس اتار کر خونخوار کتوں کو چھوڑنا۔

③ نازک اعضاء کو کرنٹ لگانا۔

④ کئی سو واٹ کے بلب اور ٹیوب لائٹس کو چہرے کے ارد گرد اور سر کے اوپر تپش کے لیے روشن کر دینا۔

⑤ خوب لسی یا پانی یا کوئی مشروب پلا کر آلہ تناسل کو باندھنا تا کہ تقاضا نہ کر سکے۔

⑥ مخصوص قسم کے پلاس سے ناخن وغیرہ کھنچنا۔

⑦ ہاتھ پاؤں باندھ کر پانی میں پھینکنا اور اگر سر پانی سے باہر نکالے تو ہنٹر مارنا۔

⑧ جسم پر تیز دھار آلے سے کٹ لگا کر نمک وغیرہ بھرنا۔

⑨ سر پر قطرہ قطرہ کر کے پانی بہانا۔

❀ توڑ

بظاہر خوب چیخ و پکار کرے لیکن دل کو آخرت میں ملنے والے اجر و ثواب مطمئن رکھے۔ ان شاء اللہ اس آزمائش میں بھی جنت کی نعمتوں کی لذت محسوس کرے گا۔

''پس قبول فرما لی اُن کی دعا ان کے رب نے اور فرمایا تم میں سے (جو) کوئی (بھی) مرد ہو یا عورت عمل کرے گا (تو) میں کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، سو وہ لوگ جنہوں نے میری راہ میں ہجرت کی، اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور میرے راستے میں قتال کیا (پھر) شہید کیے گئے تو میں ضرور ان کے گناہوں کو معاف کروں گا اور انھیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، یہ بدلہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کے پاس بہترین اجر ہے۔ (اے محمد ﷺ) ملکوں میں کافروں کا چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے، یہ تو تھوڑا سا فائدہ ہے پھر (اس کے بعد) ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

(آل عمران: 196,197)

ذہنی ونفسیاتی حربے

دوران تفتیش ایسے حربے استعمال کیے جاتے ہیں جس سے انسان کو ذہنی کوفت ہوتی ہے۔ کئی دن رات کھڑے رکھنا اور نیند نہ کرنے دینا۔ کسی کے سامنے اس کی بیوی، بیٹی، بہن سے بے حیائی کرنا۔ اس کے سامنے اس کی غیرت واحترام والی شخصیات کی تذلیل کرنا مثلاً قرآن مقدس کی توہین، تمسخر اڑانا۔ اس قیدی کو ایسے ٹارچر سیلوں میں لے جانا جہاں دوسرے قیدیوں پر بے پناہ تشدد ہو رہا ہو۔ تاکہ اس سے عبرت پکڑے یا خوف کے مارے راز اگل دے۔

خوف وطمع

بسا اوقات جب کسی شخص پر ظلم وتشدد کا حربہ استعمال کر لینے کے بعد جب کوئی راز نہ ملے تو تفتیشی افسر کو بدل دیا جاتا ہے اور نیا آنے والا سختی کی بجائے پیار ومحبت سے پیش آتا ہے۔ اپنے رویے، لچک دار باتوں اور شیریں بیان سے اپنے مخلص ہونے کا تاثر دیتا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر یا کسی اور شعبے کا آفیسر علاج معالجے کے بہانے اس سے قریبی تعلق پیدا کر کے اصل حقائق حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تقریبا نیتجتاً 90 فیصد حضرات جنکو دشمن کے ظلم وستم کا کوئی بھی حربہ جھکا نہ سکا ہو اور جن پر دشمن کا ہر حربہ ناکام ہو چکا ہو وہ بھی اس جال میں آ کر، انہیں اپنا خیر خواہ سمجھ کر دل کی بات کہہ بیٹھتے ہیں۔

توڑ

ایسے لوگوں کے سامنے نہ تو ہٹ دھرمی دکھائیں اور نہ ہی انہیں اپنا ہمدرد سمجھتے ہوئے اپنا راز دیں۔ بلکہ جب بھی کوئی تفتیشی افسر تبدیل ہو تو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اس آفیسر کی تبدیلی سابقہ افسر کی تفتیش کی ناکامی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ چنانچہ ثابت قدمی سے کام

لیں اور ہمدرد کے روپ میں آنے والے افسر کے ساتھ ایسا رویہ رکھیں کہ وہ خود آپکی مظلومیت اور بے گناہی کو محسوس کرے۔

○ ہمدرد قیدی

تفتیشی طریقوں اور ہتھکنڈوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی ٹارچر سیل یا جیل میں اس قیدی کو بند کر دیا جاتا ہے۔ جہاں پہلے سے ایک قیدی موجود ہوتا ہے۔جس پر اس کے سامنے خوب تشدد کیا جاتا ہے۔ جب یہ دونوں تنہا ہوں تو وہ شخص اسے اپنا ''اہم مشن'' ظاہر کر کے اپنے اوپر ہونے والے ظلم وستم کی داستان سناتا ہے اور اپنی اہم اہم کاروائیاں بھی جن میں وہ پکڑا گیا ہو بیان کرتا ہے تو نتیجتاً یہ قیدی اسکی درد بھری داستان ، کہانیوں اور دلیرانہ کاموں سے متاثر ہو کر اسے اپنا ہمنوا سمجھتے ہوئے اسکے سامنے اپنی حقیقت بیان کر بیٹھتا ہے ۔دراصل وہ دوسرا قیدی دشمن کا اپنا قیدی ہوتا ہے۔

❀ توڑ

کسی کو بھی اپنا خیر خواہ نہ جانیں جو سٹوری تفتیشی ماہرین کے سامنے بیان کی ہو وہی قیدی لوگوں کو سنائے یہ نہ ہو کہ تفتیش کے دوران کوئی اور سٹوری اور قیدیوں کے درمیان کوئی اور سٹوری سنائے۔

○ دھوکہ سے راز لینا

پکڑے جانے والے شخص کے بارے میں کسی بھی طریقہ سے ایک آدھ بات معلوم ہو جائے لیکن انہیں اس بات کا یقینی علم نہ ہو تو اندازہ لگا لیا جاتا ہے اور پھر اس بات کو قیدی کے سامنے ایسے انداز سے بیان کیا جائے گا کہ گویا ہمیں آپ کے بارے میں تمام معلومات حاصل ہو چکی ہیں۔ چنانچہ اعتراف کر لینے میں ہی عافیت ہے۔اسے (قیدی کو) یہ باور

کروایا جاتا ہے کہ مار کھانے اور تشدد برداشت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔۔تو وہ قیدی ان کے دھوکے میں آکر سب کچھ انکو بتا دیتا ہے۔

غلط فہمی پیدا کرنا

اگر کسی مجموعے کے دو چار ساتھی اکٹھے پکڑے جائیں تو انہیں فوراً علیحدہ علیحدہ رکھا جاتا ہے۔اور پہلے مرحلے میں ان کو خوب ڈرایا دھمکایا جاتا ہے کہ ان میں کمزور اور بزدل کون ہے۔تو سب سے پہلے ایسے شخص کو دھوکہ دے کر یا ڈرا دھمکا کر یا فریب سے ہی کسی کاغذ پر دستخط لیے جاتے ہیں اور پھر اس کاغذ پر اپنے مطلب کی تحریر لکھ کر اس کے دوسرے ساتھیوں کے سامنے پیش کی جاتی ہے اور ان کو بتایا جاتا ہے کہ وہ وعدہ معاف گواہ بن گیا ہے۔تو وہ دوسرے ساتھی غصے یا نفرت سے اس کے بارے میں سب کچھ بتا دیتے ہیں۔پھر ان کی بتائی ہوئی تفصیل کے مطابق تفتیش کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔

توڑ

ایسی صورت میں کفار و مرتدین کی کسی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیے خواہ وہ دستاویزی ثبوت ہی کیوں نہ پیش کریں اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں ذہنوں کو صاف رکھتے ہوئے ان کے بارے میں مکمل لاعلمی کا اظہار کیا جائے۔

انجکشن یا دوا کا استعمال

خاص قسم کا انجیکشن لگا کر یا خاص قسم کی دوائیں دے کر انسانی ذہن کو مفلوج کر دیا جاتا ہے اور وہ شخص غنودگی اور نیم بے ہوشی کی حالت میں غیر شعوری اور غیر ارادی طور پر بات کو ہو بہو بیان کر دیتا ہے۔

توڑ

کاروائی وغیرہ سے پہلے اور بعد میں اللہ کے ذکر کی کثرت کو اپنا وطیرہ بنالے۔تو کبھی مدہوشی میں غیرارادی طور پر زبان کھلے بھی تو اللہ کا ذکر جاری ہو۔

نوٹ:۔تفتیشی ماہرین کے چند ایک ہتھکنڈے ذکر کیے گئے ہیں ۔اس کے علاوہ بیسیوں حربے اور طریقے ہیں جسکو استعمال کرتے ہوئے یہ لوگ اپنی تفتیش مکمل کرتے ہیں۔

شہیدی حملہ یا خودکشی

الشیخ حمود بن عقلاء الشعیبی رحمہ اللہ

آج جبکہ عالمی کفر اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ امت مسلمہ پر حملہ آور ہوا تو اس کے ساتھ مسلمان ملکوں پر مسلط مرتد حکمرانوں نے بھی اسلام کے خلاف اس جنگ میں بھرپور ساتھ دینے کا عہد کیا۔ اس کے ساتھ ہی ان کٹھ پتلیوں کے چہروں پر پڑے نقاب بھی اتر گئے اور عامۃ الناس نے بھی ان کے مکروہ چہروں کو پہچان لیا ہے اور الحمد اللہ اب جب کہ ایک طویل عرصہ کے بعد مسلمان ملکوں میں بیداری کی لہر پھیل رہی ہے اور مجاہدین کے تابڑ توڑ ''شہیدی'' حملوں نے دشمن کی کمر توڑ دی ہے تو نام نہاد ''مصلحین'' جو کہ کفر و شرک کے پھیل جانے کو مسلمانوں کے معاشروں میں امن سے تعبیر کرتے ہیں (انہوں) نے شریعت کے نفاذ کے لیے اٹھنے والی اس تحریک کو امن کے خلاف شازش قرار دینا شروع کر دیا ہے۔ ان'' علماء سلطان'' میں وہ لوگ سرِ فہرست ہیں جنہیں نے بیس سال سے ''ایجنسیوں'' کی گود میں بیٹھ کر مخلص نوجوانوں کے خون پر تجارتیں کیں ہیں۔ لیکن جہاں یہ دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر اپنے ایمان کی بولی لگانے والے ''اصحاب جبہ و دستار'' باطل کی حمایت میں مجاہدین اسلام کے خلاف مہم جوئی کر رہے ہیں وہیں ایسے علماء حق بھی موجود ہیں کہ جنہوں نے اپنا اوڑھنا بچھوڑ ناحق کو بنا رکھا ہے جو جیل جانا تو گوارا کر لیتے ہیں لیکن اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایک حرف بھی اپنی زبان سے ادا کرنا گوارا نہیں کرتے۔ ان ہی حق گو علماء میں ایک جزیرۃ العرب سے تعلق رکھنے والے عالمِ ربانی شیخ حمود بن عقلاء الشعیبی رحمہ اللہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی مجاہدین کی پشتیبانی کا حق ادا کیا۔ شیخ کے اہم فتاویٰ میں سے ایک فتویٰ

شہیدی حملوں کے جواز پر ہے جو آئندہ صفحات میں پیش کیا جائے گا نیز یاد رہے کہ شیخ نے گیارہ ستمبر کی شہیدی کاروائیوں کے جواز کا بھی فتویٰ دیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ شیخ کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے۔ آمین۔

استفتاء

فلسطین چیچنیا اور دیگر اسلامی ممالک میں مجاہدین اپنے دشمنوں کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہیں اور ان کے اندر ایک ایسے طریقے سے تباہی مچاتے ہیں جسے استشہادی کاروائیوں کا نام دیا جاتا ہے۔ ان کاروائیوں میں مجاہدین میں سے کوئی اپنے جسم کے ساتھ بارودی بیلٹ باندھ لیتا ہے یا اپنے جبہ میں یا گاڑی میں بارود رکھ لیتا ہے پھر دشمن کی بھیڑ میں گھس کر شہادت حاصل کرنے اور دشمن کو تباہ کرنے کی نیت سے اپنے آپ کو اڑا دیتا ہے ایسی کاروائیوں کا کیا حکم ہے؟ اور کیا یہ عمل خودکشی ہے؟ خودکشی اور استشہادی کاروائیوں میں کیا فرق ہے؟ جزاکم اللہ خیرا۔

جواب

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین نبینا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد!

اس سوال کے جواب سے قبل یہ جان لینا چاہیئے کہ اس قسم کی کاروئیاں جدید دور میں متعارف ہوئی ہیں اور اس سے قبل اس طریقہ سے ایسی کوئی کاروائی نہ کی جاتی تھی۔ ہر زمانے کے اپنے مصائب واحداث ہوتے ہیں جو اس میں وقوع پذیر ہوتے ہیں تو علماء ان کے بارے میں اجتہاد کرتے ہوئے انہیں نصوص اور ان واقعات کے مشابہ سابقہ واقعات پر

وارد کرتے ہیں جن کے متعلق سلف صالحین نے اپنے فتاویٰ صادر کیے ہوتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں (**مافرطنا فی الکتاب من شئی**) ''ہم نے اس قرآن میں ہر چیز کا ذکر کیا ہے'' اور نبی ﷺ نے فرمایا (**فیہ فصل مابینکم**) ''اس میں تمہارے تنازعات کا فیصلہ ہے''۔ مذکورہ استشہادی کاروائیاں مشروع عمل ہیں اور یہ جہاد فی سبیل اللہ کا حصہ ہیں جب کہ ایسا کرنے والے کی نیت خالص ہو اور یہ دین کے دشمنوں کے خلاف کامیاب ترین فعال وسیلہ ہے۔ ان کاروائیوں میں دشمن کے لیے تباہی ہے، زخم اور قتل ہے اور اس سے ان کے اندر رعب پھیلتا ہے اور مسلمانوں کو جرأت ملتی ہے اور ان کے دشمنوں کے دل ٹوٹتے ہیں اور مسلمانوں کے دشمن کی توہین ہوتی ہے۔ اس طرح بہت سے جہادی مصالح حاصل ہوتے ہیں۔ اس کی مشروعیت قرآن وسنت، اجماع اور وقائع وحوادث کے دائل سے واضح ہے جس میں سلف صالحین نے بھی فتاویٰ صادر کیے ہیں جیسے کہ ہم ذکر کریں گے۔

قرآن سے دلائل:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رء ووف بالعباد.

''اور لوگوں میں سے وہ ہیں جو اپنی جانوں کو اللہ کی رضا کی خاطر بیچ ڈالتے ہیں''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو کثیر تعداد کے دشمن پر اکیلے حملہ آور پر محمول کیا ہے جیسے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جسے ابوداؤد ترمذی نے روایت کیا اور ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا۔ (تفسیر القرطبی، ۲)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ان اللّٰہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنة

يقاتلون فى سبيل الله فيقتلون ويقتلون۔

''بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لیا ہے ان کی جان و مال کو جنت کے بدلے کہ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں''۔

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اکثر نے اس آیت کو ہر مجاہد فی سبیل اللہ پر محمول کیا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں:

"واعدولهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوالله وعدوكم۔"

''اور جہاں تک تمہارا بس چلے کافروں کے لیے قوت جمع رکھو اور تیار بندھے ہوئے گھوڑے اور اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دہشت زدہ کیے رکھو''۔

استشہادی کاروائیاں ایسی ہی ہیں کہ دشمن کو دہشت زدہ رکھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ معاہدوں کو توڑنے والے یہودیوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

"فاما تثقفنهم فى الحرب فشردبهم من خلفهم لعلهم يذكرون۔"

''اگر جنگ میں آپ کا ان سے مقابلہ ہو جائے تو انہیں ایسی مار مارو کہ ان کے پچھلے بھی بھاگ کھڑے ہوں شاید کہ وہ نصیحت پکڑیں''۔

حدیث کے دلائل:

صحیحین میں بچے کے قصہ والی معروف حدیث میں ہے جہاں اس بچے نے اپنے قتل کا طریقہ بتایا تو انہوں نے اسے قتل کیا اور وہ اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا۔ یہ جہاد ہی کی ایک قسم ہے اور اس سے ایک عظیم نفع اور مصلحت کا حصول ہوا کہ وہ پورا شہر اللہ کے دین میں داخل ہو گیا۔ جب انہوں نے کہا امنا برب الغلام۔۔۔''ہم بچے کے رب پر ایمان لائے''۔اس قصہ میں وجہ دلالت یہ ہے اس بچے نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا اور اپنے نفس کو دین کی

مصلحت کی خاطر ہلاک کرڈالا اورانہیں بتایا کہ کیسے اسے قتل کیا جائے۔ جب کہ وہ لوگ اس کے قتل کرنے پر قادر نہ تھے سوائے اس طریقہ کے جو اس نے خود انہیں بتایا۔ اس کا یہ عمل باب جہاد کے ضمن میں بخش دیا گیا۔ اس طرح استشہادی یعنی فدائی کاروائیوں کی حالت ہے کہ فدائی بھی اپنے نفس کو دین کی مصلحت کی خاطر خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ اس امر کی اصل ہمارے دین میں موجود ہے۔ جیسے کہ اگر کوئی آدمی لوگوں کو اچھائی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور لوگ اس کے باعث ہدایت بھی پائیں اور وہ اس کام میں قتل کردیا جائے تو وہ مجاہد ہے اور شہید ہے۔ اس کی مثال ایسے آدمی کی سی ہے جس کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا کہ (**افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان جابر**) سب سے افضل جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا ہے۔

معرکہ یمامہ میں براء بن مالک رضی اللہ عنہ کا فعل کہ انہیں ڈھال میں ڈال کے نیزوں پر اٹھایا گیا اور دشمن کی طرف پھینکا گیا تو انہوں نے قتال کر کے دروازہ کھول دیا اور ان کے اس عمل پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اعتراض نہیں کیا۔ ان کا قصہ سنن البیہقی کتاب السیر ، باب التبرع للقیل (۹/۴۴) تفسیر القرطبی (۲/۳۶۴) اسد الغابہ (۱/۲۰۶) اور تاریخ طبری میں مذکور ہے۔ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ، اخرم الاسدی رضی اللہ عنہ اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اکیلے عیینہ بن حصن اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا تو نبی ﷺ نے ان کے افعال کی تعریف فرمائی (**خير رجالنا سلمة**) ہمارے بہترین پیادہ سلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔ (متفق علیہ)

ابن نحاس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس صحیح حدیث میں اکیلے آدمی کے دشمن کے گروہ پر حملہ کرنے کے جواز کی مضبوط دلیل ہے اگرچہ اسے غالب گمان ہو کہ وہ قتل ہو جائے گا جب کہ وہ طلب شہادت میں مخلص ہو۔ جیسا کہ اخرم الاسدی رضی اللہ عنہ نے کیا وہ اور نبی ﷺ نے ان کے اس فعل پر کوئی عیب نہیں لگایا اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہیں اس فعل سے منع کیا۔ بلکہ حدیث میں اس

فعل کے استحباب کی دلیل ہے کیونکہ نبی ﷺ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی مدح فرمائی جیسے گزر چکا ہے۔حالانکہ ان میں سے ہر ایک نے اکیلے حملہ کیا تھا اور مسلمانوں کے پہنچنے کا انتظار بھی نہ کیا۔(مشارع الاشوق: ۱/ ٥٤٠)

ابی حدردالاسلمی رضی اللہ عنہ نے دشمن کے گروہ پر اکیلے حملہ کر دیا جب کہ ان کے ساتھ کوئی دوسرا آدمی نہ تھا تو اللہ نے ان کو مشرکین کے خلاف نصرت دی۔اسے ابن ہشام نے اپنی سیرت میں اور ابن النحاس نے مشارع الاشواق (۱/ ۵۴۵) میں ذکر کیا ہے۔

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ الغسیل کا فعل جب کہ انھوں نے ایک معرکے میں ننگے جسم قتال کیا تو دشمنوں نے انہیں قتل کر ڈالا۔اسے ابنِ نحاس رحمہ اللہ نے مشارع الاشواق (۱/۵۵۵) میں ذکر کیا۔

بیہقی رحمہ اللہ نے سنن (۹/۴۴) میں نقل کیا کہ ایک آدمی نے ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کرتے ہوئے سنا کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے تو وہ آدمی کھڑا ہوا اور اس نے اپنی تلوار کا دستہ توڑ ڈالا اور دشمن پر ٹوٹ پڑا یہاں تک کہ قتل ہو گیا۔

انس رضی اللہ عنہ بن انضر کا قصہ احد کے غزوہ میں ہمیں جب انہوں نے کہا جنت کی خوشبو۔۔۔ پھر وہ مشرکین کے اندر گھس گئے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔(متفق علیه)

اجماع سے دلائل:

ابن نحاس رحمہ اللہ نے مشارع الاشواق (۱/۵۸۸) میں مہلب کا قول نقل کیا ہے کہ جہاد میں اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر حملہ آور ہونے کے جواز پر اجماع ہے۔اسی طرح انہوں نے امام غزالی سے بحوالہ الاحیاء نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اکیلا مسلمان کافروں کی صف پر حملہ آور ہو اور قتال کرے اگر چہ اسے معلوم ہو کہ وہ قتل ہو جائے گا۔امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ جہاد میں اپنے آپ کو خطرات میں ڈالنے پر اتفاق ہے۔اسے انہوں نے غزوہ ذی قرد کے قصہ میں ذکر کیا ہے۔(۱۸۷/۱۲)

یہ سات واقعات اور اس کے ساتھ جو اجماع نقل کیا گیا ہے،اس مسئلہ کو فقہا نے اپنی کتب

میں اکیلے آدمی کے کثیر دشمن پر حملہ کرنے کے نام سے ذکر کیا ہے بعض اوقات اسے (الانغماس فی العدو) دشمن کے اندر گھس جانے کا نام بھی دیا گیا ہے (التغریر بالنفس) اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنے کا نام بھی دیا گیا ہے۔

امام النووی رحمہ اللہ شرح مسلم باب ثبوت الجنة للشهيد (۴۶/۱۳) میں کہتے ہیں ''دشمن کے اندر گھسنے اور شہادت کے لیے پیش ہونے کا جواز ہے اور یہ جمہور علماء کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے''۔ قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بعض علمائے مالکیہ سے نقل کیا (دشمن پر حملہ آور ہونے کے باب میں) یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ سو آدمیوں پر حملہ آور ہونا یا پورے لشکر پر حملہ آور ہونا باوجود اس علم اور غالب گمان کے کہ وہ قتل ہو جائے گا لیکن دشمن کے اندر تباہی پھیلائے گا یا مسلمانوں کو کوئی نفع پہنچائے گا تو یہ فعل جائز ہے۔ اسی طرح انہوں نے امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ سے نقل کیا وہ کہتے ہیں کہ اگر ایک آدمی ہزار مشرکین پر اکیلا حملہ آور ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ نجات کی طمع رکھتا ہو یا دشمن میں تباہی پھیلانا چاہتا ہو۔

(تفسير القرطبی ٢/٢٦٤)

دشمن کے اندر گھسنے اور عظیم دشمن پر اکیلے حملہ آور ہونے میں استشہاد کی دلیل یہ ہے کہ یہ مسئلہ منطبق ہے اس مجاہد پر جس نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا اور کفار کے مجمع میں اکیلا گھس گیا اور ان کے اندر تباہی پھیلا دی۔

وقائع وحوادث جن کی روشنی میں فدائی کارروائی کو دیکھا جاتا ہے

مسئلہ تترّس

اگر کافر مسلمانوں کو بطور تترس (ڈھال) کے استعمال کریں اور مسلمان مجاہدین مجبور ہوں کہ ان کے قتل کیے بغیر لڑائی جاری رکھنا ممکن نہ ہو تو یہ جائز ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (الفتاوی

٢٨/٥٣٧، ٥٤٦، ٢٠/٢٥) میں کہتے ہیں ''علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کافر مسلمان قیدیوں کو جوان کے پاس ہیں بطور ڈھال استعمال کریں اور اندیشہ ہو کہ اگر انہوں نے لڑائی نہ کی تو مسلمانوں کو کفار سے نقصان پہنچے گا تو ان کے خلاف قتال کیا جائیگا چاہے عمل میں ڈھال بنائے گئے مسلمانوں کی جان جاتی رہے ان کا قتل جائز ہے۔ ابن قاسم (حاشیہ الروض ٤/٢٧١) میں کہتے ہیں کہ اگر وہ کسی مسلمان کو ڈھال بنالیں تو پھر ان کو مارنا جائز نہیں سوائے اس صورت میں جب مسلمانوں پر کوئی اندیشہ لاحق ہو تو پھر انہیں مارا جائے گا اور اس میں کوئی نزاع نہیں۔

وجہ دلالت اس میں یہ ہے کہ کافروں تک پہنچنے کے لیے ہم یہ عمل کرتے ہیں کہ اس میں مسلمان کے ہاتھوں اور اسی کے اسلحہ سے مسلمان قتل ہوتا ہے اور اس میں علت یہ ہے کہ دشمن کی طرف پہنچنا اور تباہی پھیلانا ڈھال بنائے گئے مسلمانوں کے قتل کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔ اس سے بعض مسلمانوں کی قربانی واقع ہوتی ہے تاکہ دشمن کے اندر تباہی پھیلائی جائے۔ یہ بات اس مجاہد میں بھی مشترک ہے کہ وہ فدائی کارروائی میں دشمن تک پہنچے اور اس کے اندر تباہی پھیلانے کے لیے اپنے نفس کو ختم کر دیتا ہے۔ بلکہ دیکھا جائے تو اہل تترس کا قتل زیادہ شدید ہے کیونکہ اس میں مسلمان اپنے ہاتھ سے دوسرے مسلمان کو قتل کرتا ہے اور یہ اس لیے بھی کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو قتل کرنا بہ نسبت اس کے اپنے نفس کو قتل کرنے کے شدید جرم ہے۔ کیونکہ دوسرے کو قتل کرنا ظلم و زیادتی کے زمرہ میں ہے جب کہ مسلمان کا اپنے آپ کو قتل کرنا صرف اس کے نفس کے ساتھ خاص ہے اور اس کا یہ فعل باب الجہاد کے ضمن میں مغفور ہے۔ اس لیے جب دشمن تک پہنچنے کے لیے مسلمان کے ہاتھوں مسلمان کا قتل مسئلہ تترس میں جائز ٹھہرا تو مجاہد کا اپنے آپ کو دشمن میں تباہی پھیلانے کے لیے قتل کرنا دوسرے مسلمان کو قتل کرنے سے ہلکا ہے۔ پس ایسا فعل جو ایک بہت بڑا جرم

ہے اس کا اقدام جائز ہے تو پھر اس پر بھی کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے جو اس سے کم تر ہے جب کہ دونوں میں مقصد ایک ہی یعنی دشمن کے اندر تباہی پھیلانا کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

یہاں اس کے لیے ردّ موجود ہے جو کہتا ہے مسئلہ انغماس (یعنی دشمن کے اندر گھس جانا)، میں گھسنے والا کافروں کے اسلحہ اور ان کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہے تو ہم کہتے ہیں مسئلہ تترس میں مسلمان مسلمان کے اسلحہ اور ہاتھوں سے قتل ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے قتل کا اعتبار قتل کے بارے میں وارد وعید کے ساتھ نہیں کیا گیا۔

شب خون مارنا

اس سے مراد ہے رات کے وقت دشمن پر حملہ کرنا اور اسکے اندر تباہی پھیلانا چاہے اس کے اندر ایسے لوگوں کا بھی قتل ہو جائے جن کا قتل جائز نہیں جیسے کہ کافروں کے بچے اور عورتیں وغیرہ۔ ابن قدامہ کہتے ہیں دشمن پر شب خون مارنا جائز ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ دشمن پر شب خون مارنے میں کوئی حرج نہیں اور کیا روم کے ساتھ قتال میں شب خون نہ تھا اور کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے شب خون مارنے کو برا جانا ہو۔

(المغنی مع الشرح ۵۰۳/۱۰)

وجہ دلالت اس میں یہ ہے کہ دشمن کے اندر تباہی پھیلانے کے لیے ایسے موقع پر جب ایسے لوگوں کا قتل جائز ٹھہرا جو کہ عام طور پر جائز نہیں ہوتا تو کہا جائے گا کہ وہ مجاہد جس کا اپنے نفس کو ختم کرنا جائز نہیں لیکن دشمن کے اندر تباہی پھیلانے کے لیے اس کا اپنا نفس کو ختم کرنا جائز ہے اسی طرح عورتوں اور بچوں کا قتل جو کہ جائز نہیں جب کہ وہ ان کے ہاتھوں قتل ہو گئے جن کے ہاتھوں قتل نہ ہونا چاہئے تھا لیکن مقاصدِ جہاد اور نیت کے تحت یہ جائز ٹھہرا۔

اوپر مذکورہ دلائل کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجاہد کا فدائی کارروائی میں دشمن کے

اندر تباہی پھیلانے کے لیے اپنے نفس کو خطرے میں ڈالنا اور اسے ختم کرنا جائز ہے۔اگر وہ کافروں کے اسلحہ اور ان کے ہاتھوں قتل ہو جیسے کہ مسئلہ انغماس میں ہے یا مسلمان کے اسلحہ اور ان کے ہاتھوں قتل ہو یا کوئی ایسا سبب بتائے جیسے کہ بچے نے اپنے قتل کے بارے میں کیا تو یہ تمام صورتیں باب الجہاد کی مصالح کے تحت برابر ہیں جیسے کہ اس میں بہت سے مسائل مباح ہیں مثلاً ''جھوٹ اور دھوکہ، وغیرہ'' اسی طرح اس میں ان لوگوں کا قتل بھی جائز ٹھہرتا ہے جن کا قتل جائز نہیں۔یہی مسائلِ جہاد کی اصل ہے اسی لیے استشہادی یا فدائی کارروائی کے مسئلہ کو اس باب میں داخل کیا گیا ہے۔

جہاں تک فدائی کارروائیوں کا خودکشی کے ساتھ قیاس کا تعلق ہے۔تو یہ قیاس مع الفارق (باطل قیاس) ہے۔کیونکہ ان دونوں کے درمیان ایسے فرق ہیں جو انہیں جمع ہونے سے روکتے ہیں۔خودکش تنگ آ کر، عدم صبر کے ساتھ، یا تقدیر پر سختی کی رحمت ورضا سے مایوس ہوکر اپنی جان کو ختم کرتا ہے۔جب کہ مجاہد فدائی کارروائی میں خوش وخرم ہدایت کی تلاش میں نکلتا ہے، اللہ کی مدد ونصرت کا متلاشی ہوتے ہوئے، دشمن کے اندر تباہی پھیلانے کی غرض سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے۔۔۔یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔اللہ فرماتے ہیں:

"افنجعل المسلمن كاالمجرمين مالكم كيف تحكمون"

''کیا ہم مجرموں اور مسلمانوں کو برابر کر دیں تمہیں کیا ہے کیسا حکم لگاتے ہو۔''

اللہ فرماتے ہیں:

"ام حسب الذين اجترحوا السيات ان نجعلهم كالذين امنواوعملوا الصالحات سواء محياهم ومماتهم ساء ما يحكمون"

''کیا ہم ان لوگوں کو جنہوں نے برے اعمال کیے ان کے جیسا کر دیں جو ایمان

لائے اور نیک عمل کیے، کیا ہی برا حکم ہے جو وہ لگاتے ہیں" (الجاثیہ۲۱)۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون"

"کیا ایمان والا فاسق کے جیسا ہے، یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔"
ہم اللہ سے دعا گوہ ہیں کہ وہ اپنے دین کی مدد کرے اور اپنے لشکر کو عزت دے اور اس کو دشمن کے خاسر کرے (آمین)

وصلی الله علی نبینا محمد وعلیٰ آله وصحبه امجعین.

سیدنا ابوسعید اور ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**لیأتین علیکم أمراء ، یقرّبون شرار النّاس و یوء خّرون الصّلاۃ عب مواقیتها، فمن أدرک ذالک منکم فلا یکونن عریفاً ولا شرطیاً ولا جابیّاً ولا خازناً**" (**صحیح ابن حبّان رقم: ۴۵۸۶، مسند ابی یعلیٰ ۲ / ۳۶۲، سلسلة الا حادیث الصحیحة رقم: ۳۶۰** علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے)
"یقیناً تم لوگوں پر ایسے حکمران ضرور آئیں گے جو بُرے لوگوں کو قریب کریں گے اور نماز کو اس کے وقت سے موخر کریں گے۔ اگر تم میں سے کوئی ان کو پائے تو نہ وہ (ان حکمرانوں) کا منتظم (یعنی وزیر) بنے، نہ سپاہی (اس

میں پولیس، رینجرز، آرمی اور تمام خفیہ ادارے شامل ہیں)، نہ مُحصّل (ٹیکس وصول کرنے والا) بنے، اور نہ ہی خزانچی بنے۔''

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

سے آن لائن ملاقات

رواں سال ادارہ السحّاب کے بھائیوں نے انٹرنیٹ پر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے ساتھ عوام الناس کی ملاقات کا اہتمام کیا جس میں لوگوں کی طرف سے متعدد سوالات کیے گئے جن کا شیخ حفظہ اللہ نے جواب دیا۔ ہم ان سوالات میں سے چند ایک اردو دان طبقہ کی سہولت کے لیے اردو زبان میں پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

سوال **جغرافیہ کے مدرس سوال کرتے ہیں کہ ''محترم ظواہری صاحب معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ'' آپ کی قیادت میں بغداد، مغرب، الجزائر میں بے گناہ لوگوں کا قتل عام کون کر رہا ہے؟ کیا بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا آپ نزدیک جہاد ہے؟ آپ نے اور آپ کی تنظیم نے یہ چیلنج کیا تھا کہ وہ تل ابیب میں ایسی کاروائیاں کرے گی لیکن ابھی تک آپ نے اسرائیل میں کوئی کاروائی کیوں نہیں کی؟ یا پھر گلی بازاروں میں مسلمانوں کا قتل عام کرنا آسان ہے؟**

جواب ہم نے کسی بھی جگہ بے گناہ لوگوں کو قتل نہیں کیا۔ نہ بغداد میں، نہ مغرب میں اور نہ ہی الجزائر میں اور اگر کوئی بے گناہ آدمی مجاہدین کی کاروائیوں سے مارا جاتا ہے تو یا تو وہ غیر ارادی خطا ہے یا وہ اضطراری حالت ہوتی ہے جیسا کہ تترس کے حالات میں ہوتا ہے۔

میں نے تترس کا حکم اپنے رسالے ''شفاء الصدور للمؤمنین ''میں وضاحت اور تفصیل سے بیان کردیا ہے۔اسی طرح اپنی کتاب ''التبرئة''کی آٹھویں فصل میں بھی یہ مسئلہ بیان کیا ہے اسی طرح محترم بھائی ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ کا بھی اس مسئلے پر ایک رسالہ ہے جس کا عنوان ''**التترس فی الجهاد المعاصر**'' ہے۔

میں سائل بھائی کو وضاحت سے بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے کبھی بے گناہ لوگوں کو قتل نہیں کیا بلکہ ہم تو ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو خود بے گناہوں کو قتل کرتے ہیں۔بے گناہ لوگوں کو قتل کرنے والے تو امریکی ،روسی ،فرانسیسی ،یہودی اور ان کے آلہ کار ایجنٹ (مرتد حکمران) ہیں اور اگر ہم کرائے کے قاتلوں کی طرح مجرم ہوتے اور بے گناہوں کو قتل کرتے جیسا کہ سائل نے گمان کیا ہے تو لوگوں کے ہجوم کی جگہ اور اژدھام زدہ بازاروں میں ہم ہزاروں لوگوں کو قتل کر سکتے تھے لیکن ہماری تمام تر توجہ صرف اور صرف امتِ مسلمہ کے دشمنوں پر مرکوز ہے۔ہم انہی کے درپے ہیں اور وہ ہی ہمارا اصلی ٹارگٹ ہیں۔لیکن اس دوران کبھی کبھی غلطی یا اضطراری طور پر کسی بے گناہ کے قتل کا واقعہ پیش آجاتا ہے اور مجاہدین کتنی بار عامۃ المسلمین کو خبردار کر چکے ہیں کہ وہ اس وقت امریکیوں یہودیوں،ان کے اتحادیوں،ان کے ایجنٹوں اور آلہ کاروں سے حالت جنگ میں ہیں لہٰذا ان پر لازم ہے کہ وہ ہمارے ان دشمنوں کی اجتماع گاہوں سے جدا الگ رہیں۔مجاہدین کے خلاف یہ صلیبی صہیونی پروپیگنڈہ ہے کہ وہ بے گناہوں کو قتل کرتے ہیں لیکن امت مسلمہ اپنے دشمنوں کو پہچانتی ہے اور اپنا دفاع کرنے والوں کو بھی جانتی ہے۔

شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ اپنے ایک بیان کے آخر میں فرماتے ہیں۔

''میں تمام مسلمانوں کو بالعموم اور اپنے قرب وجوار کے مسلمانوں کو بالخصوص اطمینان دلاتا ہوں کہ اللہ کے حکم سے مجاہدین سے آپ کو صرف خیر و بھلائی ہی پہنچے

گی۔ہم آپ کے بیٹے ہیں ہم امت مسلمہ کے دین اور اس کے بیٹوں کا دفاع کررہے ہیں اور کفار وصلیبیوں اور ان کے غاصب ایجنٹوں اور معاونین کے خلاف کاروائیوں کے دوران جو بے گناہ مسلمان قتل ہو جاتے ہیں تو بلا شبہ ایسا غیر ارادی طور پر ہوتا ہے۔اور اللہ جانتا ہے کہ ہمیں اس کا شدید دکھ اور افسوس ہوتا ہے۔ہم اس کے ذمہ دار ہیں اور اپنے اس فعل سے اللہ سے بخشش اور معافی مانگتے ہیں۔ہم اللہ سبحانہ وتعالی سے امید رکھتے ہیں کہ وہ بے گناہ مسلمانوں سے رحم کا معاملہ فرمائے گا اور انہیں اپنی جنتوں میں داخل فرمائے گا اور ان کے اہل وعیال میں ان کا خلیفہ بن جائے گا۔''

یہ بات آپ پر مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے کہ دشمن مسلمانوں کے درمیان پھوٹ اور اختلاف ڈالنے کا موقع تلاش کرتا ہے اور ان کو آپس میں لڑانا چاہتا ہے۔تاکہ وہ اس کے لیے انسانی ڈھال اور زرہ بن جائیں۔اس موقع پر میں اپنے مجاہد بھائیوں کو بھی تاکید سے کہتا ہوں کہ وہ مسئلہ تترس میں وسعت پیدا کرنے سے پرہیز کریں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کی دشمن کے خلاف کاروائیاں شرعی اصول وضوابط سے منضبط اور مرتب ہونی چاہیئں اور جتنا ممکن ہو سکے مسلمانوں سے دور ہوں۔

اور رہے ہمارے وہ دشمن جو کٹھ پتلی حکمرانوں کے ساتھ ہیں تو ایسے لوگوں کو ہم کبھی اطمینان نہیں دلا سکتے۔ہم ان کو اور ان کی حکومت کو گرانے اور شرعی حکومت تک بدلنے کے لیے کوشش کرتے رہیں گے۔ہم ان کو کیسے اطمینان دلا سکتے ہیں جب کہ انہوں نے امت کے دشمنوں کی مدد کی ہے اور ان سے اتحاد و دوستی کررکھی ہے۔اور امت سے خیانت وغداری کے مرتکب ہوئے ہیں۔ہم کیسے ان کو اطمینان دلائیں؟ دراں حالانکہ انہوں نے انسانوں کی بنائی ہوئی شریعت اور قانون کو اللہ کی شریعت اور قانون کے ساتھ شریک کررکھا ہے لہٰذا ہم

ان کو کیسے اطمینان دلا سکتے ہیں؟

رہا سائل کا یہ کہنا کہ آپ کی تنظیم نے یہ چیلنج کیا تھا کہ وہ تل ابیب میں کاروائی کرے گی۔ میں نہیں جانتا کہ کیا محترم سائل تک یہ بات کیوں نہیں پہنچی کہ تنظیم قاعدة الجهاد نے ''جربا تیونس'' میں یہودیوں کو کتنا مارا تھا، اسی طرح ''مومباسا'' کینیا میں اسرائیلیوں کو انکے ہوٹل میں کس نے مارا؟

کیا سائل تک یہ بات نہیں پہنچی کہ شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ نے فرمایا: کہ مجاہدین کے دستے عراق سے قابض دشمن کو بھگانے کے بعد اپنا رخ بیت المقدس کی طرف کرنے والے ہیں۔

کیا سائل کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ اعزاز ہمیں ہی بخشا ہے کہ ہم عالمی کفر کے سرغنے امریکہ اور اس کے اتحادیوں، برطانیہ، سپین، اسٹریلیا کو ان کے اپنے ملکوں میں بھی اور افغانستان، عراق، جزیرۃ العرب، یمن، الجزائر میں بھی ضربیں لگا رہے ہیں۔ اور یہ سارے اسرائیل کے باپ، سرپرست اور حمایتی اور اسے قائم کرنے والے ہیں۔

پھر سائل کیوں زور دیتا ہے کہ القاعدہ پر لازم ہے کہ وہ اسرائیل کو مارے؟ جبکہ اس نے فلسطین کے اندر دیگر جہادی تنظیموں سے عراق، افغانستان، شیشان کے مجاہدین کی مدد کا مطالبہ کیوں نہیں کیا۔ اگر اس کی یہ بات القاعدہ کے ساتھ حسن ظن کی بنا پر ہے کہ تنظیم القاعدہ پر لازم ہے کہ وہ اللہ کے دشمنوں کو ہر جگہ مارے تو ہم اس کے حسنِ ظن کی قدر کرتے ہیں اور ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم حتی المقدور یہودیوں پر اسرائیل کے اندر بھی اور اس کے باہر بھی ضرور ضربیں لگائیں گے۔ اللہ کی توفیق اور مدد کے ساتھ۔ واللہ المستعان

سوال **غزہ سے احمد سوال کرتے ہیں: ''آپ ان کبار علما کے متعلق کیا موقف رکھتے ہیں جو لوگوں کو جہاد پر ابھارتے ہیں اور داعیان جہاد کی مدد و نصرت کرتے ہیں۔ مثلاً شیخ ابن**

جبرین ﷿ورعاہ آپ نے شیخ اسامہ کا دفاع کیا ہے اوران سے خوارج کے لقب کی نفی کی ہے۔اسی طرح شیخ محدث ابواسحاق الحوینی ﷿، آپ نے استشہادی عملیات (شہیدی کاروائیوں) کے استحباب کا فتویٰ دیا ہے۔آپ عراق وافغانستان میں برسرِ پیکار مجاہدین کی عزت وآبرو کا دفاع کرتے ہیں اگر چاہیں تو آپ ہمارے شیخ کے مجاہدین کے متعلق بعض محاضرات (لیکچر، دروس) سن سکتے ہیں۔اسی طرح اور بہت سے علما جن کے ذکر کا یہ مقام نہیں ہے۔آپ ان کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

جواب وہ کبار علما جو مجاہدین کی مدد ونصرت اوران کی پشتیبانی کررہے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کے علم وعمل میں برکت رے اوران کے اعمال کو شرفِ قبولیت بخشے اورانہیں بہترین جزا سے نوازے۔

سوال **کیا تنظیم القاعدہ کا منہج لکھا ہوا موجود ہے؟**

جواب جماعۃ قاعدہ الجہاد کا منہج کتاب وسنت، سلفِ امت کا اجماع ہے۔ ہمارے پاس لکھی ہوئی دستاویزات تھیں ان میں ''الجبهة الا سلامية العالمية لجهاد اليهود والصليبين ''اور''**اتفاق الوحدة بين جماعة الجهاد وجماعة القاعدة**'' تھے لیکن افغانستان پر صلیبی حملے کے بعد مجھ سے یہ وثائق گم ہوگئے۔

سوال **ہم شیخ امام اسامہ بن لادن ﷿ کی صحت و بیماری کے بارے میں صحیح خبر سن کر اطمینان حاصل کرنا چاہتے ہیں؟**

جواب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شیخ اسامہ بن لادن ﷿ صحت وعافیت سے ہیں۔ خودغرض لوگ اوراپنا مقصد حاصل کرنے والے ہمیشہ ان کی بیماری کے متعلق جھوٹی افواہیں پھیلاتے رہتے ہیں۔اسامہ بن لادن اگر بیمار نہ بھی ہوئے تو لازماً انہوں نے بھی ایک دن فوت تو ہونا ہی ہے۔لیکن اللہ کا دین باقی ہے اور باقی رہے گا اور زمین اوراس کے اوپر تمام

چیزوں کا وارث اللہ ہی ہے۔

سوال شمس الدین سوال کرتے ہے کہ آج کل بعض لوگ علم کے دعویدار ہیں وہ صلح حدیبیہ کے واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے کفار اور طواغیت کے لیے پیوند کاری کرتے ہیں یہ لوگ اپنی علمی مجالس اور اسلامی اجتماعات میں بڑی صراحت سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کی دستاویز پر دستخط کیے تھے جو کہ کفر پر مشتمل تھی ان کے اس مقولے اور اس کے قائل کا کیا حکم ہے؟ یہ لوگ اس مقولے کو لوگوں کے سامنے عام کر رہے ہیں اور اسی صلح حدیبیہ سے وہ اقوام متحدہ میں شمولیت کے جواز اور مشروعیت پر دلیل لیتے ہیں۔ اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے، وضاحت فرمائیں؟

(ب) یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کو حکم بغیر ما انزل اللہ کے باوجود برقرار رکھا کیونکہ وہ مکرہ (حالت اکراہ) تھا۔ اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب یہ لوگ اسلام میں بہت بڑی بات کہتے ہیں ولا حول ولا قوۃ اِلا باللہ ۔ وہ تحریر جس پر رسول اللہ ﷺ نے اتفاق کیا تھا کہ مکہ سے جو مسلمان بن کر آئے اسے واپس لوٹا دیا جائے گا ایسا صرف نبی کریم ﷺ کے لیے ہی جائز تھا اور کسی کے لیے ہرگز جائز نہیں ہے کیونکہ آپ نے ابوجندل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ابوجندل صبر سے کام لے اور ثواب کی امید رکھ اللہ یقیناً تیرے اور تیرے دوسرے کمزور ساتھیوں کے لیے ضرور نکلنے کی راہ بنانے والے ہے۔ (مسند احمد ۳۲۷/۳۸) اس بات کو نبی ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا لہٰذا یہ صرف آپ ہی کے لیے جائز تھا آپ کے علاوہ اور کسی کے لیے جائز نہیں ہوسکتا۔ اور نبی کریم ﷺ نے مشرکین سے کسی ایسی بات پر ہرگز معاہدہ نہیں کیا تھا کہ جو اس کے متعلق جوان کی مجلس امن (سلامتی کونسل) فیصلہ کرے گی وہی نافذ ہوگا جیسا کہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں ہوتا ہے (کہ فیصلے سلامتی کونسل کرتی ہے)۔

ثانیاً: رہاان کا دوسرا شبہ جیسے وہ لوگوں میں پھیلا رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی حکومت کو برقرار رکھا حالانکہ وہ حکومت بغیر ما انزل اللہ تھی کیونکہ وہ مکرہ تھا۔ان کی یہ بات کئی لحاظ سے درست نہیں ہے۔

اول: ان کا یہ قول بلا دلیل ہے۔یہ بات ہرگز ثابت نہیں کہ نجاشی کو حکم شرعی پہنچا پھر اس کے باوجود اس نے اس کے مطابق فیصلہ نہیں کیا۔کیونکہ وہ مکرہ تھا۔یہ قول اگرچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی جلالت قدر اور وسعت علم کے باوجود ذکر کیا ہے لیکن اس پر انہوں نے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔

ثانیاً: صحیح دلیل اس کے خلاف وارد ہوئی ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ہرقل کی مذمت کی ہے جب اس نے اپنی قوم پر اسلام پیش کیا تو وہ اس پر غضبناک ہوئے تو پھر ہرقل نے انہی کے دین پر باقی رہنے کو پسند کرلیا۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ابوعبید کی کتاب الاموال میں مسند صحیح بکر بن عبداللہ المزنی سے مرسل مروی ہے جس کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے، مسلمان نہیں ہے۔(فتح الباری ۱/۷)

امام نووی رحمہ اللہ ہرقل کے متعلق فرماتے ہیں:۔

اس پر اس کے لئے کوئی عذر نہیں ہے کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کی صداقت پہچان لیا لیکن اسے صرف بادشاہت، حکمرانی، جاہ ومنصب کی حرص آڑے آ گئی۔لہٰذا اس نے حکمرانی کو اسلام پر ترجیح دی۔(شرح صحیح للنووی ۱۲/۱۰۷)

ثالثاً: نجاشی نے اسلام کا اظہار کردیا تھا اور اس نے قیصر کو مقابلے کی دعوت بھی دی اور جو کچھ وہ قیصر کے لیے نکالا کرتا اسے ادا کرنے سے روک دیا۔

(زاد المعاد۳/۶۰۵)(نصب الرایة ۴/۴۲۳)(عیون الاثر ۲/۳۳۴۔۳۳۵)

وہ (نجاشی) کیسے مکرہ ہوسکتے ہیں جبکہ وہ قیصر کو کو چیلنج اور مقابلے کی دعوت دے رہے ہیں۔

رابعاً: کفر جائز نہیں ہے مگر صرف حالتِ اکراہ میں۔لیکن عرب کے حکمرانوں یا حماس کو کسی نے حکومت لینے پر ہرگز مجبور نہیں کیا ہے بلکہ یہ خود اسے طلب کرتے ہیں اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ جب اپنے اس مزعوم اکراہ میں واقع ہو جاتے ہیں تو وہ اس کو چھوڑنے کی استطاعت اور طاقت بھی رکھتے ہوتے ہیں۔

اپنے ایمان کی آبیاری کریں

اپنے ایمان کی آبیاری کریں دل پہ اللہ کا خوف طاری کریں

صبح وشام اس کے اذکار کا ورد ہو اور درودِ نبی ﷺ لب پہ جاری کریں

تا کہ جب اس کے دربار میں جائیں ہم دل میں کچھ خوف ہو اور نہ آنکھیں ہوں نم

شوق جنت نہ منزل سے پہلے ہو کم اور سبیل ھدیٰ سے ہٹیں نہ قدم

اپنی محرومیوں کا ازالہ کریں دین کے چاند کا خود کو ہالہ کریں

ہم کو تہذیب اسلام پر فخر ہو احمقوں کی ملامت سے کیوں ہم ڈریں

دل کی آنکھوں سے قرآن پڑھتے چلیں آؤ جنت کے زینے پہ چڑھتے چلیں

دل کے جیش صلیبی سے لڑتے چلیں اپنی ملت کے زخموں کو بھرتے چلیں

میری ملت کو مل جائیں ایسے جواں جن کے ہر گھات پر ہوں نشانے اٹل

پھر سے اسلاف کی یاد تازہ کریں آنچ آنے نہ دیں دین پر کٹ مریں

یوں توکل کی پتوار کو تھام لیں بادبان شجاعت کو اونچا کریں

سجدہ شکر ساحل پہ پہنچیں کریں صورت دیگراں راہ میں کٹ مریں

ہم اخوت کا اک نغمہ جان فضاء جان وتن اس کی خاطر نہ ہو کیوں فداء

وہ جو ہجرت کی راہوں میں مارے گئے جن سے وعدہ ہے مر کر بھی جو نہ مرے

احتیاط، اخفاء اور پوشیدگی، لاپرواہی اور خوف وہراس میں توازن

ابو محمد عاصم المقدسی حفظہ اللہ

اللہ عزوجل قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيـنَ آمَـنُـوا خُـذُوا حِـذْرَكُـمْ فَـانْـفِـرُوا ثُبَـاتٍ أَوِ انْفِـرُوا جَمِيْعًا. (النّساء:71)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو مقابلے کے لئے ہر وقت تیار رہو، پھر جیسا موقعہ ہو الگ الگ دستوں کی شکل میں نکلو یا اکٹھے ہو کر۔

اس آیتِ کریمہ سے یہ واضح ہوا کہ اللہ تعالی نے ہمیں آگے بڑھنے سے پہلے احتیاطی تدابیر (حذر) کرنے کے حکم دیا ہے۔ اور اس قابلِ حمد وثناء ذات نے حکم دیا کہ:

وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا. (النّساء:102)

اور ہوشیار رہو بے شک اللہ نے کافروں کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

واضح ہوا کہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا (اسباب) اور ہوشیار رہنا اور اسی طرح اخفاء اور پوشیدگی (کتمان) ہمارے دین میں ایک جائز کام ہے، جبکہ کئی مواقع پر تو ایسا کرنا واجب بھی ہو جاتا ہے۔ [1] بے شک نبی ﷺ نے تو ہمیں غیر عسکری اور غیر جہادی کاموں

---

[1] شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ وضاحت کی ہے کہ اسلام میں، اہم دینی اور جہادی مقاصد کے لئے کفّار کی ظاہری شکل و صورت میں نقل کرنا جائز ہے اور بعض اوقات ایسا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں: ''اس چیز کی وضاحت اس طرح ہوتی ہے کہ کفّار کی ظاہری شکل وصورت میں نقل کرنے کو جائز قرار دینا فقط ہجرت سے پہلے دور تک تھا۔ کیونکہ اس وقت تک یہودی بھی مسلمانوں سے لباس تراش اور دوسری ظاہری علامات میں فرق نہیں کرتے تھے۔ پھر بعد میں ہجرت کے بعد اللہ تعالی نے کفّار سے واضح خصوصیات اور ظاہری شکل وصورت میں امتیاز کرنے کا حکم دیا، جیسا کہ قرآن، سنّت اور ⇦

میں بھی محتاط رہنے کی نصیحت کی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

اِسْتَعِنُوا عَلٰی قَضَاءِ حَوَائِجِکُمْ بِالْکِتمَانِ (اپنے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہچانے کے لئے رازداری سے کام لو)

(البیہقی نے شعب الایمان اورالطبرانی نے المعجم الکبیر (183,20/94)میں روایت کی ہےاور البانی نے صحیح الجامع(943)اور السلسة الصحیحةمیں صحیح کہا ہے۔

بلکہ اس سے زیادہ انہوں نے ہماری اس بات کی بھی رہنمائی کی کہ ہم اللہ کے دشمنوں کے

⇐ اجماع سے ثابت ہے۔اوراس پر مکمل عمل درآمد سیدنا عمر بن خطابؓ کے زمانۂ خلافت میں ہوا۔درحقیقت اس کی وجہ (ہجرت کے بعد حکم آنے کی) یہ ہے کہ کفار سے امتیاز اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک ان پر برتری اورفوقیت حاصل نہ ہوتی جو کہ جہاد اور جزیہ سے ہی ہوسکتی تھی،اسی لئے جب تک شروع میں مسلمان کمزور تھے ان کے لئے کفار سے تفریق کرنا ضروری نہیں تھا اور جب دین مکمل،غالب اور بلند ہوگیا تو اس حکم کو نافذ کر دیا گیا۔لہٰذا اگر آج بھی ایک مسلمان دارالحرب یا دارالکفر میں ہوتو اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ظاہری شکل وصورت میں کفار سے ایسی تفریق رکھے جس کی وجہ سے اس کو کوئی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔بلکہ اگر ایسا کرنے میں کوئی دینی مفاد ہو،جیسا کہ جہاد ودعوت،یا ان کے خفیہ معاملات کی جاسوسی کرنا،یا مسلمانوں سے ان کے شر کو دفع کرنا،تو ایسے حالات میں ظاہری چال ڈھال میں کفار سے تفریق نہ کرنا،مستحب بلکہ بعض حالات میں واجب ہو جاتا ہے!!!۔جہاں تک دارالاسلام اور دارالہجر ۃ کا تعلق ہے،جہاں پر اللہ نے اپنے دشمنوں کے لئے ذلت اور جزیہ رکھا ہے،تو وہاں پر کفار ومشرکین سے امتیاز رکھنا واجب ہے''۔(اقتضاء الصراط المستقیم(1/418-419) تحقیق شیخ ناصر العقل)۔شیخ عبدالقادر بن عبدالعزیز❶(اللہ ان کی جلد رہائی کے اسباب فرمائے۔آمین)اس پر تبصرہ کرتے ہیں''اس سے اسلام میں اخفاء کی اہمیت کی وضاحت ہوتی ہے اوران لوگوں کی خطا کا بھی پتا چلتا ہے جو کہ یہ کہتے ہیں کہ اسلام خفیہ کارروائیوں کی اجازت نہیں دیتا۔اورانتہائی افسوس کی بات ہے کہ ایسا کہنے والے وہ بھی ہیں جو کہ اسلام کی دعوت پھیلا رہے ہیں۔ان کا یہ اعتراض ظاہر کرتا ہے کہ ان کے دماغ میں آج تک کبھی جہاد کی تیاری (اعداد) کا خیال تک نہیں آیا،اوراگر ایسا ہوتا تو وہ اخفاء کا مطلب سمجھ جاتے۔اورربِّ کائنات بھی یہی فرمارہا ہے:وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوجَ لَاَعَدُّوْا لَهُ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ.(التّوبة: 46)اگر واقعی ان کا نکلنے کا ارادہ ہوتا تو اس کی کچھ تیاری کرتے۔لیکن اللہ کو ان کا نکلنا پسند ہی نہیں تھا اس لئے اس نے ان کو سست کر دیا اور کہہ دیا گیا کہ بیٹھ رہو بیٹھنے والوں کے ساتھ۔

❶ یہ شخص جو کہ سید امام کے نام سے بھی معروف ہے جیل سے رہا ہو چکا ہے لیکن اب اس کی کیفیت بدل چکی ہے اور ارجائی عقیدے کی نشرواشاعت میں مصروف عمل ہے اس کے لیے ملاحظہ کیجئے: http://haque.110mb.com/syedimam.htm

خلاف تمویہ (یعنی چال بازی، غلط بیانی، حقائق کی توڑ پھوڑ) اور مخاضعہ (دھوکہ ،فریب، ہر طریقہ سے اپنے کام نکالنے کی کوشش) کر سکیں۔ بے شک ہمارے نبی ﷺ کے نزدیک احتیاط کا موضوع صرف حسّاس معلومات کی رازداری پر ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ آپ ﷺ نے تو دشمنوں کی صفوں میں انتشار، ابتری بغاوت کے بیج بونے اور ان کو اور ان کے جاسوسوں کو گمراہ کرنے پر بھی اکسایا ہے ❶۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ (صحیح بخاری (4418) کی اس حدیث میں کہ جب وہ اپنے غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو آپ توریہ فرماتے (یعنی سفر کی اصل سمت چھوڑ کر عام طور پر دوسری سمت کا ذکر فرماتے) تاکہ دشمن سے اصل حقیقت مخفی رہے''۔

---

❶: اس کی ایک واضح مثال نعیم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے غزوۂ خندق کے دوران قبولِ اسلام کا اس وقت تک اخفاء ہے جب تک انہوں نے بنوقریظہ اور احزاب کے درمیان پھوٹ نہ ڈلوادی۔ غزوہ کے دوران نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ جو کہ کفار کے ایک نمایاں رہنما تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہیں اور اسلام قبول کر لیا۔ نبی ﷺ نے ان کو اپنا قبولِ اسلام پوشیدہ رکھنے، اور کفار کی صفوں میں گھس کر ان کو نقصان پہنچانے کا حکم دیا۔ نبی ﷺ نے نعیم سے فرمایا: ''اگر تم ہمارے ساتھ رہو گے تو تم باقی مسلمانوں کی طرح ایک فرد ہو گے۔ لیکن تم واپس جاؤ اور ان کے اندر سے ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرو، دراصل جنگ دھوکہ بازی کا نام ہے''۔ نعیم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی نصیحت پر بہترین طریقہ سے عمل کی۔ واقعہ کی تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری (7/402) اور البدایہ والنہایہ (4/111)۔ الرحیق المختوم میں ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے نعیم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جس طرح ہو سکے کفار میں پھوٹ ڈالو اور ان کی حوصلہ شکنی کرو۔ نعیم رضی اللہ عنہ کے عہدِ جاہلیت میں چونکہ قریش، بنوغطفان اور یہود تینوں سے تعلقات تھے اس لئے وہ ان کو باہم لڑوا سکتے تھے۔ اس لئے وہ سب سے پہلے بنوقریظہ کے سردار کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ قریش اور غطفان نے اگر مسلمانوں پر فتح کے آثار نہ دیکھے تو وہ آپ کو مسلمانوں کے درمیان اکیلے چھوڑ جائیں گے۔ اس لئے آپ ان کا ساتھ اس وقت تک نہ دیں جب تک وہ اپنے کچھ ساتھی آپ کو یرغمال کے طور پر نہ دے دیں۔ اس کے بعد سیدنا نعیم رضی اللہ عنہ نے قریش کا رخ کیا اور ان کے ساتھ بھی اسی طرح کی چال چلی۔ نعیم نے انہیں بتایا کہ یہود مسلمانوں سے پھر تعلق استوار کرنا چاہتے ہیں اور اپنی پرانی غلطیوں کے کفارے کے لئے آپ کے کچھ ساتھی یرغمال بنا کر مسلمانوں کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ آپ سے یرغمال کے لئے کچھ لوگ مانگیں تو آپ ان کو بالکل نہ دیں۔ انہوں نے یہی بات بنوغطفان کے سامنے بھی رکھی۔

نبی ﷺ کا غزوات اورسرایا میں فتح کے حصول کے لئے ایک انتہائی اہم اورقابلِ ترجیح کام رازداری بھی تھا۔آپ ﷺ مجاہدین کے ایک دستے کوایک جانب بھیجتے توانہیں بھی انکے ہدف کے بارے میں نہ بتاتے،اکثر ایسا کرتے کہ ان کوایک خط دے دیتے اوران کوحکم دیتے کہ اس کواس وقت تک نہیں کھولنا جب تک دودن کا سفر نہ کر چکے ہوں،یعنی اپنے اصل ہدف کے قریب پہنچ چکے ہوں۔بالکل اسی طرح کا واقعہ سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ میں ہوا جس میں الحضرمی مارا گیا،اور یہ واقعہ ہماری اہم حسّاس عسکری اور جہادی معاملات کی خود مجاہدین سے بھی، جب تک کہ وہ کاروائی کے مقام تک نہ پہنچ جائیں مکمل رازداری کی رہنمائی کرتا ہے [1]۔

encyclopedia برائے امنیات، جوکہ مرکز ابوزبیدہ برائے مجاہدین (ایک ادارہ جوشیخ ابوزبیدہ*[اللہ ان کی جلد رہائی کا بندوبست کرے] کے شاگردوں نے قائم کیا) نے شائع کی ہے، میں تحریر ہے:اس معاملے کے لحاظ سے لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں۔

ا۔مسلمان،مجاہد، جوکہ خفیہ طور پر سرگرمی سے دین کا کام کررہا ہو۔تواس کے لئے قانون یہ ہے کہ ''معلومات ضرورت کی مناسبت سے''،اور یہ فرمانِ رسول ﷺ کہ ''مِنْ حُسْنِ الْاِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهُ مَا لَا یَعْنِیهِ'' (آدمی کے اسلام کی خوبصورتی میں سے ہے کہ وہ لایعنی باتوں کوچھوڑ دے۔ترمذی نے اسے روایت کیا ہےاورالنووی نے اسے حسن کہا ہے) اور یہ ایک بنیادی قانون ہے کہ اپنے ساتھیوں کوایسی معلومات سے دوررکھوجن کے جاننے کی اسے کوئی ضرورت نہ ہو۔۔۔(آگے چل کرلکھا ہے کہ) یہ ایک بنیادی ضابطہ ہے کہ معلومات اورتفصیل صرف انہی کودینی چاہئیں جن کوان کی ضرورت ہو،اوران کوبھی اتنی ہی

---

[1]: یہ وہی چیز ہے جسے موجودہ جدید عسکری،حفاظتی اور intelligence کی اصطلاحات میں ''بنیادیں جاننے کی ضرورت کا قاعدہ'' کہا جاتا ہے۔اوریہی وہ طریقہ ہے جونبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ استعمال کیا۔

دینی چاہئیں جتنی ان کو ضرورت ہو، اس سے زیادہ بالکل نہیں۔ اور ان کو بھی چاہیئے کہ ایسے معلومات کی تلاش میں سرگرداں نہ رہیں جو ان سے متعلق نہ ہوں۔ سو ایک قانون کے طور پر ہم ہر اس معلومات سے دور رہیں گے جن کا حصول ہماری لئے ضروری نہ، ہو کیونکہ ایسا کرنا کسی اگلے مرحلے میں بے خبری میں ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔

یعنی خلاصہ یہ ہوا کہ دو باتیں ہیں جنہیں ہر حال میں یاد رکھنا ہے:

① معلومات کا ہر اس شخص سے دور رکھنا جس کا اس سے تعلق نہ ہو۔

② معلومات متعلقہ شخص کو اتنی ہی دی جائے جتنی ضرورت ہو اور اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو دوبارہ ضرورت پڑنے پر دی جائے۔

اس بات کو ہم ایک مثال سے سمجھتے ہیں: اگر کسی جماعت، تنظیم یا مجموعہ کا ایک امیر ہو اور وہ ایک ساتھی کو مالیات کے شعبہ میں لگائے تو اس ساتھی کو صرف اتنا ہی بتایا جائے جتنا اسے ضرورت ہو، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اگر اس کا کام فقط پیسے اکٹھے کرنا ہی ہو اور اس کو دیگر کام نہ دیئے ہوں (جیسا کہ پیسے اکٹھے کرنے کے علاوہ وہ استاد، اور سامان لانے لے جانے والا نہ ہو، کیونکہ ایسی صورت میں اسے اپنے تمام کاموں کی تفصیل جاننی ہوگی) تو ایسی صورت میں اس کے پاس اپنے کام سے متعلقہ معلومات کے علاوہ کوئی معلومات نہیں ہونی چاہیئے۔ اکثر اوقات مالیات کے شعبہ کے ساتھی کے لئے یہ بالکل بھی ضروری نہیں ہوتا کہ اسے پتا ہو کہ کب اور کہاں اور کن کے ہاتھوں کارروائی ہونے والی ہے۔ اسی طرح کارروائی کرنے والے ساتھیوں (اغواء کار، ھائیجیکر، فدائی، قتل کرنے والے وغیرہ) کے لئے بھی یہ قطعاً ضروری نہیں کہ انہیں یہ معلوم ہو کہ ترتیب کو فنڈ کہاں سے آرہا ہے۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ مثال نئے ساتھیوں کیلئے کام کو واضح کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ ہمیشہ معاملہ اسی طرح نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ تو امیر اور ذمہ دار کی دانش و فراست اور سابقہ تجربہ ہے کہ وہ کیسے مختلف حالات اور ضرورت کے حوالے سے اپنی حکمتِ عملی کا تعین کرے۔ اور یہ بھی کہ:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَومِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْمُتْ.

(البخاری والمسلم)

جوکوئی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

اور نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ:

''آدمی کے گناہ گار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ جو بات سنے اسے آگے پھیلائے۔(مسلم)

*شیخ ابوزبیدہ حفظہ اللہ کون ہیں؟

مرکز ابوزبیدہ حفظہ اللہ کے ساتھیوں نے اپنے استاد کے بارے میں بتایا کہ وہ **العمل الجہادی الأمنی** (کارروائیوں اور عملیات کی حفاظتی پلاننگ) کے ماہر ہیں، اور وہ درجنوں سالوں سے کمال ہوشیاری اور ذہانت سے مجاہدین کو نقل وحمل کی سہولتوں کی فراہمی کا کام کر رہے تھے۔انہوں نے ہزاروں مجاہدین کو افغانستان میں داخل بھی کیا۔اور اعزاز تو ہمیشہ ان ہی کے لئے رہے گا کہ جو سبقت لے گئے، ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری اور ہمارے ان تمام بھائیوں کی محنتوں کو قبول فرمائے جو اس کی راہ میں سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔آمین۔

ذیل میں شیخ ابو زبیدہ حفظہ اللہ کے بارے میں عربی اخباروں میں شائع ہونے ولے کچھ اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں:

''وہ القاعدہ کے سب سے زیادہ ذہین، باحکمت، ہوشیار اور چھلاوے رہنماؤں میں سے تھے۔ان کی تصویریں بھی بہت کم تھیں۔اسکے باوجود کہ وہ اپنی تنظیم کے سب سے زیادہ نقل وحرکت کرنے والے لوگوں میں سے تھے لیکن فی

الواقع وہ CIA کے لئے اجنبی تھے۔جیسا کہ ان کی گرفتاری کو بھی بہت کم اہمیت دی گئی۔ان کی گرفتاری پاکستانی وقت کے مطابق رات 3 بجے فیصل آباد سے CIA,ISI,FBI اور پاکستانی فوج وپولیس کے ایک مشترکہ آپریشن کے ذریعے عمل میں آئی''۔

'رسّام' جوکہ Los Angles کے ہوائی اڈہ پر حملے کی سازش کا ملزم ہے نے شیخ ابوز بیدہ حفظہ اللہ کے بارے میں بتایا کہ:

''وہ عسکری تربیتی مراکز میں سے ایک کے امیر تھے۔وہ مختلف ممالک سے آنے والے مجاہدین کی تقسیم کے ذمہ دار بھی تھے۔اور وہ ان لوگوں میں سے ایک تھے کہ جن کے ذمہ فدائی کاروائیوں کے لئے ساتھیوں کا چناؤ کرنا تھا۔اور وہ اس کے بھی ذمہ دار تھے کہ کتنے اور کون سے ساتھی ایک مرکز میں رہیں۔ چھاپے کے دوران انھوں نے فرار کی کوشش کی جس کی وجہ سے ان کی ٹانگ اور پیٹ میں شدید زخم آیا،جبکہ انکے شامی ساتھی ابوالحسنات موقع پرشہید ہو گئے اور القاعدہ کے ایک اور رکن زخمی ہوئے''۔

اخبار الوطن نے شیخ ابوز بیدہ حفظہ اللہ کی گرفتاری کے پانچ مہینے بعد مختلف ذرائع سے معلومات اکٹھی کر کے ایک رپورٹ شائع کی جس میں یہ لکھا تھا کہ شیخ ابوز بیدہ حفظہ اللہ سے برآمد ہونے والا کمپیوٹر امریکیوں کے لئے ایک بڑا خزانہ تھا۔

ایک دوست نے جو ذاتی طور پر شیخ حفظہ اللہ (اللہ ان کو واپس معسکرات میں لے آئے۔آمین) کے ساتھ رہا، یہ بتلایا کہ شیخ ابوز بیدہ حفظہ اللہ کو اللہ تعالی نے اتنی صلاحیتیں اور حفاظتی نظاموں کے بارے میں اتنی معلومات دی تھیں کہ انہوں نے بدنام زمانہ یہودی خفیہ تنظیم موساد کو کئی دفعہ دھوکہ دیا، وہ نہ صرف یہ کہ صہیونی ریاست میں داخل ہوئے بلکہ کامیابی

سے عملیات کر کے بخیر و عافیت واپس بھی آئے۔ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کے کہ وہ ہمارے شیخ کی مدد فرمائے اور اُن کو قید سے رہائی نصیب فرمائے کہ جن کے علم وفہم نے (اللہ کے حکم سے) جہاد اور مجاہدین کو بہت نفع پہنچایا۔آمین۔

اسی طرح اگر مجاہدین کمزور پڑ جائیں یا دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار بھی ہو جائیں تو وہ کوئی ایسا راز نہ جانتے ہوں گے جو کہ وہ دشمن کو بتلاسکیں (شاید یہاں پر اس بات کی تھوڑی سی وضاحت ضروری ہے۔بعض لوگ انتہائی احمقانہ انداز سے یہ کہتے ہیں کہ:

''بھائی، کیا! آپ کو میرے اوپر اعتماد نہیں؟ اللہ کی قسم! میں کسی کو یہ بات نہیں بتاؤں گا! بس مجھے فلاں بات کے بارے میں کچھ بتایئے۔بس مجھے بتایئے کہ فلاں فلاں ساتھی کے ساتھ کیا ہوا اور وہ کہاں ہے؟ اور اگر خبر جاننے والا ساتھی اسے بتانے سے انکار کر دے تو بعض اوقات تو تجسس رکھنے والا ساتھی اپنی ساتھی کو شک کرنے اور اعتماد نہ کرنے کا مورد ِالزام ٹھرانے لگتا ہے۔لیکن معاملہ کچھ ایسا نہیں ہے۔کسی بات کو چھپا کر رکھنے کی اور کسی کو بھی نہ بتانے کی (یہاں تک کہ ان کو بھی نہیں کہ جن پر آپ اپنی ذاتی زندگی میں اعتماد کرتے ہیں)،سب سے بڑی دلیل رسول اللہ ﷺ کا کئی باتوں کا اپنے عظیم صحابہ رضی اللہ عنہم سے چھپانا ہے۔اب کیا تجسس کرنے والا رسول اللہ ﷺ کو بھی اپنے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم پر شک کرنے کا مورد ِالزام ٹھہرائے گا؟۔تو اے اللہ کی راہ میں کام کرنے والے بھائیو !اس پر سوچیۓ۔) چاہے ان کی چمڑی ہی کیوں نہ ادھیڑ دی جائے۔

اسی طرح آپ ﷺ کے سفر ہجرتِ مدینہ میں اس حوالے سے کئی اہم نکات ہیں:

❁ آپ ﷺ ،حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر ایسے وقت میں آئے جس میں آپ ﷺ عام طور پر نہیں آیا کرتے تھے۔

❁ آپ ﷺ اپنا چہرۂ مبارک چھپائے ہوئے تھے۔ ❶

آپ ﷺ کا اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے سے پہلے ہجرت کرنے کا حکم، جبکہ صورتِ حال یہ تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''نہیں یہ آپ کے ماننے والے ہیں'' (یعنی یہ کیسے ممکن ہے یہ آپ کو اس طرح خطرہ میں اکیلا چھوڑ کر چلے جائیں)

❁ عبداللہ ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ، صبح ہونے سے پہلے آپ ﷺ کو چھوڑ کر مکہ چلے جاتے تا کہ قریش کو یہ یقین رہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے رات مکہ میں ہی گزاری ہے۔ وہ آپ ﷺ کے خلاف کی جانے کسی بھی چال کو ذہن میں رکھتے اور اندھیرا پھیلنے کے بعد ان کی پناہ گاہ یعنی

---

❶ الرحیق المختوم میں ہے کہ: جب نبی ﷺ کے قتل کی مجرمانہ قرارداد طے ہوچکی تو جبریل علیہ السلام اپنے رب تبارک وتعالی کی وحی لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو قریش کی سازش سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو یہاں سے روانگی کی اجازت دے دی ہے اور یہ کہتے ہوئے ہجرت کے وقت کا تعین بھی فرمادیا کہ آپ ﷺ یہ رات اپنے اس بستر پر نہ گزاریں جس پر اب تک گزارا کرتے تھے۔ اس اطلاع کے بعد نبی ﷺ ٹھیک دوپہر کے وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تا کہ ان کے ساتھ ہجرت کے سارے پروگرام اور مرحلے طے فرمالیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے کہ نبی ﷺ ایک ایسے وقت میں منہ ڈھانپے تشریف لا رہے ہیں، جس میں وہ عام طور پر نہیں آتے۔ لیکن پھر جلد ہی وہ سمجھ گئے کہ اللہ کا پروانہ آپہنچا ہے اور ان دونوں کو اکٹھے ہجرت کرنے کی اجازت ملی ہے جس کا اشارہ نبی ﷺ نے انہیں دیا تھا۔۔۔۔۔۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میری یہ سبز حضرمی چادر اوڑھ کر سو جاؤ۔ تمہیں ان کے ہاتھوں کوئی گزند نہیں پہنچے گا''۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے آئے۔ مشرکین کی صفیں چیریں اور ایک مٹھی سنگریزوں والی مٹی لے کر ان کے سروں پر ڈالی لیکن اللہ نے ان کی نگاہیں پکڑ لیں اور وہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکے اس وقت آپ ﷺ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے: وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (یٰس: 9)۔

کمانڈر سیف العادل (اللہ ان کی جلد رہائی کے اسباب فرمائے)، جو کہ تنظیم القاعدہ کے ایک اہم رہنما ہیں اور امنیات واخفاء اور حفاظتی طریقوں میں وسیع تجربہ رکھتے ہیں، نے نبی ﷺ کے سفرِ ہجرت کے واقعہ سے حاصل ہونے والے اہم نکات کتاب الامن والاستخبارات میں بیان کئے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

① **سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے بستر پر لٹایا گیا تا کہ کفار کو دھوکہ اور فریب دیا جا سکے۔**

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

غار میں پہنچ جاتے اوران کوخبر دار کرتے ۔ ❶

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کردہ واقعۂ ہجرت جو کہ صحیح بخاری (3905) میں ہے

٢ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکرؓ کی طرف دوپہر کو قیلولہ کے وقت گئے جب بہت کم لوگ گھر سے باہر ہوتے ہیں۔

٣ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے نکلتے وقت آپ دونوں مرکزی دروازے سے نہیں نکلے کہ کہیں اس پر نگرانی نہ ہورہی ہو۔

٤ وہ پہلے غار کی طرف گئے تا کہ کہیں کفار نے مدینہ کے راستے میں پہرہ نہ بٹھایا ہو۔

٥ بلکہ غار بھی مدینہ کے راستے میں نہ تھا، تا کہ کفار کہیں اور ڈھونڈتے رہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہیں اور سے نکل جائیں۔

٦ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صورت میں اپنی استخبارات (intelligence) تھی جوان تک مکہ کی تازہ ترین صورتِ حال پہنچاتی تھی۔

٧ ان کے پاس ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کا اسماءؓ بنتؓ ابوبکر کے ذریعے مکمل انتظام تھا۔

٨ عبداللہ رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا کا اپنے چرواہے عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ کے ذریعے نقوشِ قدم مٹانے کا انتظام تھا۔عبداللہ رضی اللہ عنہ کے غار سے چلے جانے کے بعد عامر رضی اللہ عنہ ان کا پیچھا کرتے اور ان کے قدموں کے نشان مٹا دیتے۔("The life of Muhammad" by Haykal.pg.164)

٩ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ تین دن تک غار میں رہے تا کہ کفار کی مہم سرد پڑ جائے۔

١٠ دورانِ سفر بھی کفار کو دھوکہ دینے اور مکروفریب کا انتظام کیا۔جیسا کہ ایک شخص نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟''۔ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا''یہ میرا رہبر ہے جو مجھے راستہ دکھاتا ہے''۔وہ شخص سمجھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مراد سڑک کا راستہ ہے، جبکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں ہدایت کا سیدھا راستا تھا۔یہ بات بھی یادرکھنا ضروری ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ، انکی بہنیں اسماء رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا، انکے غلام عامر رضی اللہ عنہ (اللہ ان سب سے راضی ہو) کے علاوہ کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے چھپنے کا مقام (غار) نہیں جانتا تھا۔)

❶: غار میں دونوں حضرات نے تین راتیں یعنی جمعہ ہفتہ اور اتوار چھپ کر گزاریں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ رحمہ اللہ بھی یہیں رات گزارتے تھے وہ سحر کی تاریکی میں ان دونوں حضرات کے پاس سے چلے جاتے اور مکہ میں قریش کے ساتھ صبح کرتے گویا انہوں نے یہیں رات گزاری ہے پھر دونوں کے خلاف سازش کی جو کوئی بات سنتے اسے اچھی طرح یاد کر لیتے اور جب تاریکی گہری ہوجاتی تو اس کی خبر لے کر غار میں پہنچ جاتے اور اپنی ان تمام خفیہ سرگرمیوں کی کسی کو خبر نہ ہونے دیتے ۔اُدھر قریش کا یہ حال تھا کہ جب منصوبۂ قتل کی رات گزر گئی اور صبح کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاتھ سے نکل چکے ہیں تو ان پر گویا جنون طاری ہو گیا۔انہوں نے سب سے پہلے اپنا غصہ حضرت علیؓ پر اتارا، آپؓ کو گھسیٹ کر خانۂ کعبہ تک لے گئے اور ایک گھڑی آپؓ کو زیرِ حراست رکھا کہ ممکن ہے ان دونوں کی خبر مل جائے لیکن کچھ حاصل نہ ہوا۔

،بیان ہوا ہے کہ: جب سراقہ رضی اللہ عنہ بن جعشم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قابو میں آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ''ہمارے معاملے کو خفیہ رکھنا''۔

صحیح بخاری میں ایک باب کا عنوان یہ ہے کہ ''جنگ دھوکہ دہی ہے'' اور اسی مفہوم کی حدیث وہاں بیان ہوئی ہیں ❶۔ (جاری ھے)

---

❶: یہ بذاتِ خود ایک حدیث ہے ''اَلْحَرْبُ خُدْعَہ'' یعنی (جنگ دھوکہ دہی کا نام ہے)۔اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔امام النووی رحمہ اللہ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''علماء اس بات پر متفق ہیں کہ کفار کو دھوکہ دینے کے لئے کسی بھی ممکنہ طریقے کو اپنانا جائز ہے۔، البتہ اگر یہ معاملہ کسی معاہدہ یا وعدہ کا ہو تو پھر جائز نہ ہوگا۔(صحیح المسلم بالشرح النووی۔ 12/45)۔ان طریقوں میں جدید دھوکہ بازی کے تمام طریقے شامل ہیں مثلاً، جعلی کاغذات، نقلی شناختی کارڈ، جعلی پاسپورٹس، جھانسا دینا اور مختلف بہروپ رچانا وغیرہ وغیرہ۔اور ان تمام معاملات کو اختیار کرنے میں شرم کی کوئی بات نہیں کیونکہ کیونکہ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں سے ہے۔جیسے کہ ہم جانتے ہی ہیں کہ CIA اور اس جیسی دوسری ایجنسیوں والے بھی جب خفیہ مقاصد کے لئے سفر کرتیں ہیں تو جعلی کاغذات ہی استعمال کرتیں ہیں۔اگر کفار اللہ کے دشمن، اپنے مذموم مقاصد کے لئے یہ سب کام کر سکتے ہیں تو اہل ایمان و یقین، اللہ کے احکامات کی بجا آوری اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے، کفار سے مکر و فریب کر کے اپنی جہادی کارروائیوں کی کامیابی کو یقینی کیوں نہیں بنا سکتے؟ کیا ہم ان تمام کاموں کے کرنے میں ان سے زیادہ مستحق نہیں؟ اس حدیث میں ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ذہین و دانشمند عسکری ماہر کی حیثیت سے دیکھ سکتے ہیں، اور اسی سے ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول بھی یاد آتا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انا نبی الرحمۃ انا نبی الحرب'' [السیاسہ الشرعیہ من ابن تیمیۃ رحمہ اللہ] (میں رحمت والا نبی ہوں، میں حرب [جنگ] والا نبی ہوں)۔کوئی بھی ایسا شخص جو کہ عسکری علوم کا طالبِ علم ہو وہ یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ حدیث ''اَلْحَرْبُ خُدْعَہ'' کسی بھی قسم کی جنگ، لڑائی اور کارروائی سے کامل مطابقت رکھتی ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عسکری چالوں اور طریقہ کار میں مکمل مہارت بالکل عیاں ہے، لیکن یہ افسوسناک بات ہے کہ ہمارے کئی مسلمان بھائیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے اس پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محض ایک مذہبی و روحانی پیشوا کے طور پر گردانتے ہیں۔اور یقیناً ان احادیث اور سنتِ طیبہ کا عسکری نقطۂ نظر سے مطالعہ کرنے سے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے والوں، جدت پسندوں اور روشن خیالوں کے نظریہ کا اچھی طرح رد ہو جائے گا۔جن کی تخیلاتی دنیا میں اسلام ایک عدم تشدد کا حامی دین ہے، جہاد صرف دفاعی ہے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف رحمت کے نبی ہیں۔نعوذ باللہ من ذٰلک۔یہاں پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عسکری اور حفاظتی معاملات پر رائے کا تقابل کچھ زیادہ ''معروف''، قسم کے عسکری ماہرین کی آرا سے کریں گے اور دیکھیں گے تو ہمیں اپنے مثالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چلی ہوئی چالوں میں اور چھٹی صدی کے چین کی جنگی حکمتِ عملی کے ماہر اور کمانڈر SUN TZU (جو کہ عسکری علوم پر شاہکار کتاب Art of War کا مصنف ہے، یہ کتاب نپولین، ⇦

اسلامی قوانین بدلنے والے کے بارے میں

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا فتویٰ

مقدمہ

ان الحمد للّٰہ نستعینه و نستغفره و نستهدیه ، و نعوذ باللّٰه من شرور أنفسنا و سیئات أعمالنا ، من یهد اللّٰه فلا مضل له و من یضلل فلا هادی له ، و نصلی و نسلم علی رسول اللّٰه وعلی آله و صحبه أجمعین. و بعد:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾

[النور=٢٤:٥٥]

⇐ جرمنی کی افواج اور یہاں تک کہ Operation Desert Storm [پہلی جنگِ خلیج] کی منصوبہ بندی پر اثر انداز ہوئی ہے) کی حکمتِ عملیوں میں ناقابلِ انکار مماثلت ملے گی۔ یہاں پر مختصراً کچھ مثالیں بیان کی جاتی ہیں:

"حملہ کرنے کا بنیادی شاطرانہ اصول یہ ہے کہ آگے وہاں بڑھو جہاں دشمن توقع نہ رکھتے ہوں اور حملہ وہاں کرو جہاں وہ تیار نہ ہوں۔ اس اصول پر صرف مکمل اخفاء، مضبوط ضبطِ نفس، شدید فوجی نظم وضبط اور گہرائی کے منظّم ہو، اور اپنے ماتحتوں اور ساتھیوں کی آنکھوں اور کانوں کو مدہوش کر دینے کی صلاحیت رکھتا ہو، اور ان کو بے وقوف بنا کر رکھتا ہو (یعنی ان سے ہر بات کو مخفی رکھتا ہو)، ان کو کام دیتا ہو لیکن مقصد کی وضاحت نہ کرتا ہو۔ وہ اپنی مصروفیات اور طریقہ کار کو تبدیل کرتا رہتا ہو تاکہ لوگوں کو اس کا اندازہ نہ ہو سکے، وہ اپنے مقام کو بھی تبدیل کرتا رہے اور غیر معروف راستوں کو اختیار کرے تاکہ وہ اس کی گرد کو نہ چھو سکیں"۔ (Art of War pg.220-224)

''اللہ نے تم میں سے ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے ان سے پہلے والوں کو جانشین بنایا تھا اور ان کے لیے اس دین کو اقتدار (قوت) دے گا جو اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کو ہر صورت خوف کے بدلے امن دے گا وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور جس نے اس کے بعد کفر کیا تو یہی لوگ فاسق ہیں۔''

یہ اللہ کا وعدہ ہے عمل صالح کرنے والے ان مومنین کے ساتھ جو زمین میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کوشاں ہیں اور اکتاب وسنت کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ یہ ایسا وعدہ ہے جو بلا شک و شبہ آنے والا ہے۔ جب تک لوگوں سے اس (عمل) کے علاوہ (کسی اور عمل) کا ظہور نہ ہو۔ اور اس میں وہ لوگ شک نہ کریں جن کے دلوں میں بیماری ہے:

﴿اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا﴾ [مریم=١٩:٦١]

''بے شک اس کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہنے والا ہے۔''

اس وعدے کے آگے شیطان نے اپنی رسیاں اور شکارگاہیں پھیلا رکھی ہیں تاکہ مسلمانوں کو بلائے اور تاکہ یہ وعدہ ایک وقت تک مؤخر کرتا رہے جبکہ اللہ نے اس کے پورا کرنے کا حتمی فیصلہ کیا ہے۔ جب کہ عمل خالص اور نیت سچی ہو۔ سروں کو جھکانے اور ان پر معاملات خلط ملط کرنے اور انہیں شکارگاہوں میں پھنسانے کے لیے حق و باطل میں التباس پیدا کرنے والے شیاطین سخت محنت کرتے ہیں اور لوگوں کے سردار جاہل ترین لوگ بن جاتے ہیں جو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ شیطان کی ان شکارگاہوں کے دو بڑے دروازے ہیں:

① خواہشات کا دروازہ

② شبھات کا دروازہ

خواہشات کا جو دروازہ ہے اسے بند کرنے کے ذرائع یہ ہیں: کثرت عبادت نوافل کے ذریعے تقرب الی اللہ اور حلال رزق حاصل کرنا تا کہ حرام کی طرف نظر کرنے سے رک جائے۔

جبکہ شبھات کا دروازہ: بہت زیادہ پھسلانے والا ہے۔شیطان داعیوں اور دیگر لوگوں کو اُن کے عقائد اور ان کے استدلال واستنباط کے مناہج (طریقوں) کے متعلق شبھات میں مبتلا کرتا ہے تو پھر وہ غلط باتوں کو صحیح سمجھ کر اپناتے ہیں پھر بیماری بڑھتی جاتی ہے دوا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ان شبھات کا علاج ایک ساتھ دو طریقوں سے کیا جا سکتا ہے۔

① احکام شرعیہ کے صحیح علم۔

② اور واقعہ سے متعلق صحیح علم۔

جو شخص شرعی حکم کا علم نہیں رکھتا اور درپیش واقعہ کے بارے میں فیصلہ کرتا ہے تو وہ غلطی کر جاتا ہے اگر چہ صحیح فیصلہ بھی کرے۔اس لیے کہ وہ دلیل کی بجائے خواہش کی پیروی کر رہا ہے اللہ پر بلا علم بات کر رہا ہے۔گمراہ ہے گمراہ کرنے والا ہے۔اسی طرح جو شخص شرعی احکام سے واقف ہے مگر پھر واقعاتی حقائق سے غفلت برتتا ہے یا پیش آمدہ واقعہ کی تحقیق نہیں کرتا تو وہ اس بات سے محفوظ و مامون نہیں رہ سکتا کہ وہ کوئی اور حکم لاگو کر دے اور اس کی وجہ سے ایسے راستے پر چلے جو مقصد و مراد تک پہنچنے والا نہ ہو تو یہ شخص بھی گمراہ ہے گمراہ کرنے والا ہے اس لیے کہ اس نے واقعہ کے بارے علم میں اجتہاد نہیں کیا لہٰذا وہ غلطی کرنے والے مجتہد کے اجر سے محروم ہے۔

فقیہ کو تب مکمل فقیہ کہا جاتا ہے جب وہ فتوٰی طلب کرنے والے کی حالت کا لحاظ کرے (جیسا کہ علم اصول کی کتب میں موجود ہے) یہی حالت سلف کی تھی فتوٰی دینے میں ان کے

فتاویٰ جات ان کتب میں موجود ہیں جو آج ہمارے سامنے ہیں۔بعض لوگوں نے اسلاف کی ان نصوص کو اپنانے میں غلطی کی ہے وہ ان نصوص کو منطبق کرتے ہیں مگر اس جگہ نہیں جس کے لیے یہ ہیں ۔نہ ہی اس واقعہ کا لحاظ کرتے ہیں جس کے لیے یہ فتوی قبول کیا گیا ۔حالانکہ سلف نے یہ وضاحت کردی ہے کہ زمان ومکان اور حالات کے لحاظ سے فتوی میں تغیر وتبدل ہوتا ہے۔جیسا کہ امام ابن قیم جوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "اعلا م الموقعین" کے جز ثالث میں اس بات کو ثابت کیا ہے۔

جب انہوں نے سلف کی نصوص کو اپناتے ہوئے ان کے مواقع اور بنیادوں کا لحاظ نہیں کیا تو یہ بڑی غلطی اور الجھن کا سبب بن گیا۔ بلکہ بعض لوگوں نے جو (ان نصوص کی بنا پر) کچھ نتائج اخذ کیے تو وہ شریعت کے مقرر کردہ کلی قواعد سے متعارض تھے بلکہ یہ تو اس کے بھی خلاف ومتضاد تھے جن کی صاحبان نصوص اسلاف نے خود تاکید کی تھی ۔یہ ہے اللہ کے بارے میں بلاعلم بات کرنا۔

اس لیے کہ علم وہ ہے کہ جو شرعی احکام کا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ حالات کا بھی ہو جس پر حکم منطبق کیا جارہا ہے۔یہ اسلاف پر بہت بڑا ظلم ہوگا اور ہماری عقلوں پر بھی الزام آئے گا کہ اگر ہم یہ کہیں کہ ان سے جو نصوص منقول ہیں ہم انہیں بغیر کسی قسم کی تمیز یا مراجعت ہر جگہ اور ہر واقعہ پر منطبق کرسکتے ہیں

سلف کو جو حالات درپیش تھے ان حالات کی وجہ سے ہی اسلاف نے یہ فتاوے دیے ہیں اگر وہ ہمارے حالات میں ہوتے تو ان موجودہ حالات کے لحاظ سے ان کے فتاویٰ مختلف ہوتے ۔اگر چہ یہ بات صحیح ہے کہ موجودہ حالت اگر اس حالت کے موافق ہو جس میں فتوی دیا گیا تھا تو پھر اس فتوی پر عمل کرنا واجب ہوجاتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا علم بہت وسیع تھا ان کا مقام ومرتبہ بہت بلند تھا ان میں تقوی اور پرہیزگاری تھی ان کا دور رسول

اللہ ﷺ کے دور کے قریب تھا لیکن اگر حالات میں تبدیلی آجائے اور مسئلے کی بنیاد بدل جائے تو ان کی نصوص کو ان (تبدیل شدہ) حالات پر کیسے منطبق کیا جائے گا؟ لہٰذا ضروری ہے کہ نصوص پر غور کرتے وقت اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔اوران کلی قواعد کی طرف رجوع کیا جائے جن سے سلف نے ان نصوص کو اخذ کرنے میں مدد لی ہے تاکہ ان نصوص کو مختلف اور جدید حالات میں بروئے کار لایا جا سکے۔

شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ الحرانی رحمہ اللہ نے اپنے **"رسالة الجهاد"** جو کہ کسی تعریف کا محتاج نہیں اس میں آپ نے بہت سے شبہات کا ازالہ کیا ہے جو ان کے زمانے میں سامنے آئے تھے یہ سقوط خلافتِ عباسیہ کا دور تھا۔یعنی تاتاریوں کے ہاتھوں بغداد کا سقوط ۶۵۶ ہجری میں ہو چکا تھا۔انتہائی مفید ہونے کی بناء پر ہم ان شبہات کو اجمالی طور پر پیش کر رہے ہیں اور ایک وجہ ان کے پیش کرنے کی یہ بھی ہے کہ ان حالات کی تصویر سامنے آجائے جن سے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا واسطہ رہا اور ان جن کی وجہ سے لوگوں میں اختلاط والجھن پیدا ہوئی تھی۔ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں اختصار کے ساتھ جو کچھ پیش کیا ہے ہم قارئین کو اس سے آگاہ کریں گے۔ان شاءاللہ

جب تاتاریوں نے مسلمانوں کے ملک عراق پر قبضہ کرلیا اور خلافت عباسیہ کا خاتمہ کیا اور کچھ عرصہ تک مسلمانوں کے ساتھ رہے۔وہ اسلام میں برائے نام داخل ہوئے شھادتین کا زبانی اقرار کیا اور کچھ اسلامی شعائر کو اپنایا۔ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں ۶۹۴ ھجری کے واقعات کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اوراس میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام قازان بن ارغون بن تولی بن چنگیز خان تھا وہ مسلمان ہوا اس نے امیر توزون رحمہ اللہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔تاتاریوں کی اکثریت اسلام میں داخل ہوگئی۔قازان جس دن مسلمان ہوا اس دن اس نے

لوگوں میں سونا چاندی اور جواہرات تقسیم کیا جمعہ اور خطبہ کے لیے آیا اور کنیسے ختم کیے، عیسائیوں پر جزیہ مقرر کیا اور بغداد میں بہت سے مظالم کا خاتمہ کیا۔''

(البداية والنهاية=٣٤٠:١٣)

تاتاری اس کے بعد اسی حالت پر قائم رہے ان کے بادشاہ وحکمران مسلمان ناموں سے پکارے جاتے تھے جیسا کہ ان کے بادشاہ خربندا محمد بن اوغون بن ابغا بن ہلاکو اور ازبک خان جس کی بہت سی باتیں ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کی ہیں۔اگر چہ تاتاری بعض شعائر اسلام کا اظہار کرتے تھے۔شہادتین کا اقرار کرتے تھے مسلمان ناموں سے پکارے جاتے تھے مگر انہوں نے کتاب وسنت کی تحکیم سے اعراض کیا اور اپنے درمیان اپنے دادا چنگیز خان کی مرتب کردہ قانون کی کتاب ''یاسق'' یا ''**الیاسة**'' نافذ کرتے تھے۔اس میں جان، مال اور عزتوں سے متعلق مختلف احکام وقوانین درج تھے جو اسلام کے ساتھ دیگر ادیان سے ماخوذ تھے وہ لوگ اس کے حکم وفیصلے اور کتاب کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر مقدم کیا کرتے تھے اور اسی کو انہوں نے دوستی اور دشمنی کا معیار قرار دیا تھا۔جو ان کی اطاعت کرتا اور ان وضعی قوانین کی پیروی میں ان کے ساتھ شریک ہوتا وہ ان کا دوست ہوتا، اسے اپنے قریب رکھتے، اس کی تعظیم کرتے اسے وزیر بناتے تھے اگر چہ وہ کسی اور دین پر ہوتا۔یہودی نصرانی یا کچھ اور ہوتا۔اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص ان کے قوانین کو چھوڑ کر اللہ ورسول ﷺ کے حکم پر قائم رہتا تو یہ اس سے جنگ کرتے اسے قتل کرتے اگر چہ وہ شخص سب سے زیادہ عبادت گذار، عالم اور فقیہ ہی کیوں نہ ہو اس کے باجود وہ شعائر اسلام کا اظہار کرتے تھے شہادتین کے اقراری تھے خود کو مسلمان کہتے تھے۔ان کی یہ حالت دیکھ کر لوگوں کو ان کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہوئیں انھیں شبہات نے گھیر لیا عام لوگوں کے ساتھ مجاہدین کو بھی ان کی تکفیر اور ان سے قتال کے بارے میں شبہات پیدا ہوئے اس

لیے کہ یہ شعائرِ اسلام کا اظہار کرتے تھے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے اس رسالہ میں کتاب وسنت پر مبنی واضح و قطعی دلائل اور سلف صالحین میں سے علمائے معتبرین کی آراء واقوال کی روشنی میں ان (تاتاریوں) کے کفر کی حقیقت آشکارا کر دی اور ثابت کیا کہ ان کا شھادتین کا اقرار ان کو مسلمان نہیں بنا سکتا اس لیے کہ انھوں نے کتاب وسنت کی تحکیم سے اعراض کیا ہے اور ان کے علاوہ کسی اور چیز (یاسق) کو اپنا لیا ہے اور انھوں نے ان مسلمانوں سے قتال کیا ہے جو عدل کا حکم کرتے تھے اللہ کی شریعت اور اس کے حکم و قانون کی طرف

لوٹ آنے کی بات کرتے ہیں لہٰذا شھادتین کا مدلول ان میں ثابت نہیں ہے اگرچہ یہ ظاہری طور پر اس کا اقرار کرتے ہیں اور اس کے کیونکہ یہ شرک فی العبادت میں ملوث ہیں اس لیے کہ انھوں نے اللہ کی شریعت ونظام کو چھوڑ کر تحاکم کسی اور کے پاس لے گئے ہیں۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:

> ''لوگوں نے ان تاتاریوں کے ساتھ قتال کی کیفیت میں آراء کا اظہار کیا ہے کہ ان سے قتال کس طرح کا ہو؟ اس لیے کہ یہ لوگ اسلام کا اظہار کرتے ہیں اور امام کے خلاف بغاوت کرنے والے نہیں ہیں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ یہ کسی امامِ وقت کی اطاعت میں تھے اور اب اس کی مخالفت کی ہے۔ شیخ تقی الدین جواب میں کہتے تھے کہ: اگر تم مجھے تاتاریوں کے لشکر میں دیکھ لو اس حال میں کہ میں نے سر پر قرآن اٹھا رکھا ہو تو پھر بھی مجھے قتل کر دینا۔ چنانچہ تاتاریوں سے قتال کے لیے لوگوں میں ہمت پیدا ہوئی ان کے دل مضبوط ہو گئے۔ (البدایہ والنهاية= ١٤ :٢٣، ٢٤)

ابن کثیر رحمہ اللہ نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ مختصر جملہ نقل کیا ہے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں اسی جملے کی تفسیر کی ہے اور جو کچھ اس میں بیان کیا ہے وہ شرعی دلائل سے مزین

ہے۔مثلاً جنگی تیاریوں کی فضیلت (جو کہ جہاد کا حصہ ہے) تمام عبادات پر جو حج کا حصہ ہے۔نص نے جہاد کو حج پر مقدم کیا ہےاور جو شخص قدرت واستطاعت کے باجود جہاد یا اس کی تیاری سے گوشہ نشینی کے نام پر علیحدگی اختیار کرتا ہے یا عبادت کے لیے یکسوئی کے نام پر ایسا کرتا ہےتو وہ جو بھی دوسری کوئی عبادت کرے وہ بہر حال گناہگار شمار ہوگا۔

اس طرح انھوں نے فتوٰی کی بنیاد دو بڑے اصولوں پر رکھی ہے:

① شرعی علم کا حکم۔علم وفقہ عام مراد ہے۔

② حکم کی بنیاد (وجہ) ثابت کرنا (معلوم کرنا) حقیقت حال کو معلوم کرنا۔

فتوٰی کے وقت موجودہ حالات کا علم شریعت سے نکلنے والوں سے قتال کی ضرورت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ اگر چہ یہ لوگ شہادتین کا اقرار کرتے ہوں پھر بھی ان کے خلاف جو قتال ہوگا وہ قتالِ ارتداد ہے قتالِ بغی نہیں (یعنی انھیں امام کے باغی نہیں بلکہ دین سے مرتد سمجھ کر قتل کیا جائے گا) انھیں خوارج کے مثل قرار دیا جائے گا جو کہ دین کی اصل سے خارج نہیں تھے مگر ان کا ارتداد تھا دین کی بنیاد واصل میں اضافہ لہٰذا وہ مرتدین کی تیسری قسم بن گئے جن کے خلاف قتال واجب ہے۔ یہ ان مرتدین کے علاوہ ہیں جو دین سے بالکلیہ خارج ہیں اور ان کے بھی علاوہ ہیں جو باغی ہیں مرتد نہیں ہیں جن سے قتال واجب نہیں ہیں۔اس میں یہ بھی واضح کیا ہے کہ خوارج کے بارے میں صحیح مذہب یہ ہے کہ یہ مرتد ہیں اگر چہ ارتداد میں ان کی طرح نہیں ہیں جو اصل دین سے کلیتہً خارج ہیں یہ اھل سنت والعلم کا مذھب ہے ۔شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے یہ بھی واضح کیا ہے امر واقع اور لوگوں کی حالت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تب صحیح حکم لگایا جاسکے گا۔ یہ بتادیا ہے کہ وہ (تاتاری) شعائر کو ترک کرتے تھے اگر چہ ان میں کچھ موجود بھی تھیں۔اسی طرح ان کی موالات ومعادات ان کے بادشاہ اور قائد کے مذھب کے مطابق ہوتی تھیں جس کے ساتھ دوستی وموالات رکھتے تھے اس کے مذھب سے

چشم پوشی کرتے تھے۔اسی طرح وہ ان دین داروں کو مقدم رکھتے تھے جو حقیقت میں دین کے لیے نقصان دہ ہوتے تھے جن کے عقائد خراب تھے انھیں دینی مناصب پر فائز کرتے تھے تاکہ ان کی موافقت میں فتوٰی دیں۔مثلاً اس طرح فتوٰی دیں کہ یہود ونصارٰی کا دین بھی مسلمانوں کے دین کی طرح اللہ کی طرف سے حق ہے۔اس بنیاد پر وہ مشرکین سے دوستی یا دشمنی کریں۔ان میں سے کچھ لوگوں کو اپنے وزیر اور معاون بنائیں۔وہ مسلمانوں سے بھی اس بنیاد پر جنگ کرتے تھے کہ وہ ان کے خود ساختہ دین میں داخل کیوں نہیں ہوئے اگرچہ وہ شریعت اسلامی کے خلاف ہوں ان کے خلاف خروج نہ کیا کریں۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس بات پر بحث کی ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے باوجود شرائع سے ارتداد کہ یہ اصلی کفر سے زیادہ بُرا ہے۔کیونکہ مرتد کا حکم قتل ہے جبکہ کافر اصلی کو عہد اور ذمہ کی بنا پر قتل نہیں کیا جاتا سوائے جنگ کی صورت کے۔اسی طرح شیخ الاسلامؒ نے مرتدین اور باغیوں میں بھی فرق واضح کیا ہے اور ان لوگوں کی گمراہی ثابت کی ہے جو شریعت کو ترک کرنے والے ان مرتدین کو تاویل کرنے والے باغیوں میں سے شمار کرتے ہیں یہاں تک اس بنیاد پر ان سے قتال کریں۔اسی طرح شیخ نے وہ شبہ بھی ختم کر دیا جو بعض لوگوں کے اذہان میں آ گیا تھا کہ یہ فتنہ ہے اور ہمیں نص کے ذریعے اس میں داخل ہونے سے روکا گیا ہے شیخؒ نے واضح کیا ہے کہ وہ فتنہ جس میں مسلمانوں کو داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے اس سے علیحدہ رہنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اس سے مراد وہ فتنہ ہے جو دو مسلمان گروہوں کے درمیان ہو اور ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے (ایسی حالت میں بھی علیحدگی مشروط ہے کہ کسی گروہ کا حق پر ہونا ثابت نہ ہو) اس فتنہ سے مراد یہ نہیں ہے کہ مسلمانوں اور مرتدین کے درمیان قتال ہو (اور مسلمان اس میں شرکت نہ کریں) اسی طرح شیخ نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ مرتدین کے خلاف قتال اس بناء پر نہیں چھوڑا جا سکتا کہ یہ ان

لوگوں کے ساتھ مشابہ ہوگا جو مجبور کیے گئے نکلنے پر۔ جب کہ ہمیں ان کے ساتھ قتال کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی صفوں میں موجود جو بھی ہو ان کے خلاف بھی قتال کرنے کا حکم ہے۔ اگر ان میں کوئی مجبور بھی ہو تو وہ قیامت کے دن اپنی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا جیسا کہ حدیث ''جیش غزوہ کعبہ'' کے بارے میں آتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی اہم امور جن پر شیخ نے اپنی علمی وسعت اور صحیح نقطہ نظر کے مطابق روشنی ڈالی ہے اور مدلل بحث کے ساتھ ساتھ وہ باریک استنباط کیے ہیں کہ جو اکثریت کی نظروں سے اوجھل رہے تھے۔ اگرچہ ان تمام معاملات کی تفصیل تو یہاں ممکن نہیں ہے جن کے لیے میں نے یہ چند سطور لکھے ہیں صرف اللہ سے رجوع کیا جاسکتا ہے اس سے دعا کی جاسکتی ہے اور ہم اسی سے دعا کرتے ہیں اور یہ رسالہ مسلمانوں کی خدمت میں پیش کررہے ہیں تاکہ نقطۂ نظر کی تصحیح اور رائے کی یکسوئی حق و صواب کو اختیار کرنے کا سبب بن جائے اور اللہ سے یہ بھی دعا ہے کہ ہمیں اخلاص عمل اور ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فصل:

جہاد کی فضیلت اور جو بھی اس میں شامل ہے اور نفلی عبادت وگوشہ نشینی پر جہاد کی فضیلت

سوال: حدیث میں آتا ہے:

((حرس ليلة على ساحل البحر أفضل من عمل رجل في أهله ألف سنة))

''ساحل سمندر پر ایک رات کا پہرہ گھر میں ایک ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔''

اور مکہ، بیت المقدس اور مدینہ منورہ میں عبادت کی نیت سے رہنا۔ اللہ کی عبادت کے لیے گوشہ نشین ہونا دمیاط۔ اسکندریہ اور طرابلس میں پہرہ دینے کی نیت سے رہنا ان میں کون سا عمل بہتر اور افضل ہے؟

جواب: الحمدللہ، مسلمانوں کی سرحدوں پر قیام (پہرہ) بہتر ہے ان تینوں مساجد میں گوشہ نشین ہوکر عبادت کرنے سے میرے خیال میں اس مسئلے میں کسی اہل علم کا اختلاف نہیں ہے۔ بہت سے ائمہ نے اس پر دلائل دیے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہرہ جہاد کا حصہ ہے جب کہ (ان مساجد میں) گوشہ نشینی کو زیادہ سے زیادہ حج کا حصہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ (التوبة=٩:١٩)

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور بیت اللہ کی تعمیر کو اس کے برابر قرار دیدیا ہے جو اللہ و آخرت پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے ۔ یہ (دونوں قسم کے افراد) اللہ کے ہاں برابر نہیں ۔

صحیحین میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا:

"أي الأعمال أفضل؟ قال: ((ايمان بالله ورسوله، قيل : ثم ماذا؟ قال : ثم جهاد في سبيله . قيل : ثم ماذا؟ قال : ثم حج مبرور)).

"کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ سوال ہوا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ۔ سوال ہوا پھر کون سا عمل؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حج مبرور۔"

ایک روایت میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((غزوة في سبيل الله أفضل من سبعين حجة)).

"اللہ کی راہ میں ایک غزوہ ستر (۷۰) حجوں سے افضل ہے۔"

صحیح مسلم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((رباط يوم وليلة في سبيل الله خير من صيام شهر وقيامه ، ومن مات مرابطاً مات مجاهداً وأجرى عليه رزقه من الجنة وأمن الفتان)).

"اللہ کی راہ میں ایک دن یا رات کا پہرہ ایک ماہ کے قیام وصیام سے افضل ہے۔ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے مرگیا اس کے لیے جنت کا رزق جاری ہوگیا اور وہ فتنوں سے محفوظ ہوگیا"۔

سنن میں عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

((رباط يوم في سبيل الله خير من ألف يوم فيما سواه من المنازل)).

''اللہ کی راہ میں ایک دن کا پہرہ گھروں یا دیگر مقامات پر گذاری جانے والی ایک ہزار راتوں سے بہتر ہے۔''

یہ بات عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر رسول ﷺ پر بتائی اور کہا کہ یہ سنت کی تبلیغ کے طور پر ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی راہ میں ایک رات کا پہرہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں لیلۃ القدر میں حجر اسود کے پاس قیام کروں۔

اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کے فضائل بہت زیادہ ہیں یہاں بیان کی گنجائش نہیں ہے۔

سوال: ایک سپاہی ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اس سے کام نہ لیا جائے؟

❁ اگر مسلمانوں کو اس سے منفعت ہے اور وہ اس پر قادر ہو تو اسے چاہیے کہ بغیر کسی ایسی مصلحت کے جو زیادہ راجح ہو اس کام کو ترک نہ کرے بلکہ اسے تو اللہ کی راہ میں ہونے والے جہاد میں سے سب آگے ہونا چاہیے۔ وہ جہاد کہ جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے نفلی عبادت جیسے نفل نماز، نفل روزہ، نفل حج سے افضل کہا ہے۔

فصل

جو آدمی شہادتین کا اقرار کرتا ہے مسلمان کہلاتا ہے اور پھر کچھ شرعی احکام سے روگردانی کرتا ہے؟

سوال: علمائے کرام اور ائمہ دین کیا فرماتے ہیں ان تاتاریوں کے بارے میں جو شام پر یکے بعد دیگرے حملے کر رہے ہیں اور کلمۂ شہادت کا بھی اقرار کرتے ہیں خود کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور اس کفر پر برقرار نہیں جس پر پہلے تھے؟

① کیا ان کے خلاف قتال کرنا واجب ہے یا نہیں؟ ان کے خلاف قتال کی کیا دلیل ہے؟ اس میں علماء کی کیا آراء اور مذاہب ہیں؟

② ان لوگوں کا کیا حکم ہے جو مسلمانوں کو چھوڑ کر ان سے جا ملتے ہیں۔ مسلمان فوجی یا افسران وغیرہ؟

③ ان کا کیا حکم ہے جو مجبوراً ان کا ساتھ دینے کے لیے نکلے ہیں؟

④ ان لوگوں کا کیا حکم ہے جو ان کی فوج کے ساتھ ہیں اور علماء وفقہاء اور فقیر وصوفی کہلاتے ہیں؟

⑤ اس آدمی کا کیا حکم ہے جو انہیں مسلمان کہتا ہے اور ان سے قتال کرنے والوں کو بھی مسلمان سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ دونوں ظالم ہیں کسی کا ساتھ نہیں دینا چاہیے؟

⑥ اس آدمی کی بات کے بارے میں کیا رائے ہے جو کہتا ہے کہ ان کے ساتھ ویسا ہی قتال کرنا چاہیے جیسا کہ تاویل کرنے والے باغیوں کے خلاف کیا جاتا ہے؟

⑦ جماعت المسلمین اہل علم، اہل القتال واہل الاموال پر ان کے بارے میں کیا ذمہ داریاں ہیں؟

برائے کرم فتویٰ اور جواب عنایت فرمائیں اس لیے کہ یہ معاملہ بہت سے مسلمانوں کے لیے بہت بڑی الجھن کا باعث بنا ہوا ہے یا تو ان کے بارے میں علم نہ ہونے کی وجہ سے اور کبھی ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ و رسول اللہ ﷺ کے حکم سے عدم واقفیت کی وجہ سے۔

جواب: الحمد اللہ رب العالمین۔ جی ہاں ان کے خلاف قتال واجب ہے یہ کتاب وسنت اور ائمہ مسلمین کے اتفاق سے ثابت ہے۔ اس کی بنیاد دو باتوں پر ہے:[1]

① ان کے حال سے واقفیت۔

② ان جیسے لوگوں کے بارے میں اللہ کے حکم سے واقفیت۔

جہاں تک پہلی والی بات کا تعلق ہے تو جو بھی ان (تاتاریوں) سے ملا وہ ان کی حالت سے واقف ہے اور جو ان سے نہیں ملا وہ انہیں سچی اور متواتر خبروں سے جانتا ہے۔ پہلے ہم ان سے متعلق بڑی اور موٹی موٹی باتیں ذکر کریں گے اس کے بعد دوسرے اصول کی وضاحت کریں گے جس کا تعلق شریعت اسلامیہ کا علم رکھنے والوں سے ہے۔[2]

''ہر وہ گروہ جو اسلام کے ظاہری متواتر شرائع میں سے کسی ایک سے نکل گیا تو باتفاق ائمۃ

---

[1]: دیکھا جائے تو امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان پر حکم لگانے میں دو اصولی باتوں کو بنیاد بنایا ہے:

(۱): قوم کی حالت۔

(۲): اوران جیسے لوگوں کے بارے میں اللہ ورسول اللہ ﷺ کے حکم سے واقفیت۔

یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے مکمل فقیہ اور قاضی کی حیثیت ولیاقت کے ساتھ بات کی ہے پہلے ان لوگوں کی حالت پر غور کیا اس کے بعد ان پر اللہ ورسول اللہ ﷺ کا حکم لاگو کیا۔ اگر ایسا نہ کرتے تو اکثر جب حالت سے واقفیت نہیں ہوتی تو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا صحیح حکم بھی نہیں لگایا جا سکتا اسی طرح اگر اللہ کے حکم سے واقفیت نہ ہو تب بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔

[2]: یہاں ابن تیمیہؒ ایک اصول پیش کرتے ہیں یعنی اللہ ورسول اللہ ﷺ کا حکم اس کے بعد وہ دوسرا اصول ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ

مسلمین اس کے خلاف قتال واجب ہے اگر چہ وہ شھادتین کا اقرار کرتا ہو۔''❶

اگر یہ لوگ شھادتین کا اقرار کریں اور پنج وقتہ نمازوں سے انکار کریں تو ان کے خلاف قتال واجب ہے جب تک نمازیں نہ پڑھیں۔ اگر زکاۃ دینے سے انکار کریں تو ان کے خلاف قتال واجب ہے جب تک زکاۃ ادانہ کریں۔ اسی طرح اگر رمضان کے روزوں اور حج سے انکار کریں یا شریعت کی طرف سے حرام کردہ کسی چیز کی حرمت یا شراب، فواحش، زنا، جوا کی حرمت سے انکار کریں۔ یا جان ومال، عزت وآبرواور نکاح وطلاق کے بارے میں کتاب وسنت کے مطابق فیصلے سے انکار کریں۔ اسی طرح اگر امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور کفار کفار سے جہاد کا انکار کریں (تو قتال واجب ہے) جب تک وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالے نہ کر دیں اور اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کر کے ذلیل وحقیر ہو کر نہ رہیں۔ اسی طرح اگر ایسی بدعت کا اظہار کرتے ہیں جو کتاب وسنت اتباع سلف کے خلاف ہو جیسے اللہ کے ناموں اور آیات میں الحاد یا اللہ کے اسماء وصفات کی تکذیب یا قدرت وقضاء کی تکذیب یا اس کی تکذیب جس پر جماعت المسلمین خلفاء کے دور سے اب تک کاربند ہیں یا سابقین اولین مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم پر طعن درازی کریں، یا مسلمانوں کے خلاف قتال تاکہ انہیں اپنی اس اطاعت میں شامل کرلیں جو شریعت سے خارج کرنے والی ہے یا اسی کے طرح دیگر امور ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾

(الانفال=۸:۳۹)

❶: یہ ایک اہم اصول پر مبنی ہے وہ یہ کہ الفاظ اا پنے معانی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں ذات کی طرف نہیں جیسا کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے کہ جس نے شھادتین کا زبان سے اقرار کیا اور پھر اس کے مقتضا یعنی توحید عبادت تحاکم الی شرعہ کو ادا نہیں کیا تو وہ شھادتین کو سچ ثابت کرنے والا شمار نہ ہوگا دین اسلام سے خارج ہوگا اگر چہ زبانی اقرار کرتا ہو۔

’’ان سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین مکمل طور پر اللہ کے لیے ہو جائے۔‘‘

جب کچھ دین اللہ کے لیے اور کچھ غیر اللہ کے لیے ہو تو قتال واجب ہے یہاں تک کہ دین مکمل طور پر اللہ کے لیے ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ﴾

(البقرۃ=۱:۲۷۸-۲۷۹)

’’ایمان والو، اللہ سے ڈر جاؤ اور سود میں سے جو باقی ہو اسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ اور اس کے سول (ﷺ) سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔‘‘

یہ آیات اہل طائف کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے مگر سودی کاموں میں ملوث تھے تو اللہ نے یہ آیت نازل کر دی اور مومنوں کو حکم دیا کہ سود میں سے جو بقایا ہو وہ چھوڑ دو اور فرمایا کہ اگر ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔ قرآن میں حرام کی گئی اشیاء میں سے سود سب سے آخر میں حرام کیا گیا ہے اور سود ایسے مال کو کہتے ہیں جو دو آدمیوں کی باہمی رضامندی سے طے پائے۔ جب ایک شخص اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے سے نہیں رکتا تو وہ دیگر محرمات سے کیسے اجتناب کرے گا جو کہ اس سے بھی زیادہ حرمت والی بات ہے؟

(جاری ہے)

ابوعبدالرحمٰن شہید رحمہ اللہ (ان شاء اللہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ

''جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اللہ کے پاس ان کے لیے بڑے درجات ہیں اور یہی کامیاب ہیں''(القرآن)

اللہ تعالیٰ نے صرف سورۃ توبہ ہی نہیں بلکہ پورے قرآن میں کم وبیش آٹھ پارے جہاد پر نازل فرمائے۔اللہ کے رسول ﷺ کی ساری زندگی تقریباً جہاد میں گذری۔ایک وقت تھا کہ جب رسول اکرم ﷺ اپنے صحابہ کو کوئی ادنیٰ سا اشارہ فرماتے اور وہ جان ومال کی قربانی کے لیے تیار ہو جاتے۔ایک دفعہ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی ﷺ نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اپنی جھولی پھیلائی تو جانثاروں کا یہ عالم تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا آدھا سامان لے آئے،عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ،سات سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار پیش کیے۔ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ تو فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت چھوڑ کر آیا ہوں باقی سب کچھ لے آیا ہوں۔

ایک دفعہ نبی ﷺ کے پاس ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر آئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنے بیٹے کی شادی کرنا چاہتی ہوں،آپ ﷺ نے فرمایا!''شہید کا نکاح موٹی آنکھوں والی 72 حوروں سے ہوگا''تو وہ کہنے لگی آپ میرے بیٹے کو جہاد میں شریک کر لیں۔بات صرف یہاں تک محدود نہیں بلکہ اتنے واقعات ہیں کہ کتابوں کی کتابیں بھر جائیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ہم دین اسلام سے بہت دور جا چکے ہیں، جو اللہ کی قدر کرنے کا حق تھا وہ ہم نے ادا ہی نہیں کیا، ہماری کوششیں صبح سے شام تک دنیاداری اور روپے پیسے کی خاطر ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے شخص کو گدھے کی مانند قرار دیا ہے جو صبح سے شام تک کام کرتا ہے اور رات کو مردار کی طرح سوتا ہے۔ ہم لوگوں نے دین کو اپنے ذہنوں کا محتاج بنا رکھا ہے۔ جس مقصد کے لیے اللہ نے ہمیں بھیجا اس مقصد کو ہم نے بھلا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا

''دنیا دھوکے کے سامان کے علاوہ کچھ نہیں، اور دوڑو اپنے رب کی جنت کی طرف جس کی وسعت زمین و آسمان جتنی ہے'' (الحدید)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''دنیا مومن کے لیے جیل خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے''۔

والدین کی خدمت کا بھی بہت ذکر آیا ہے۔

''ان کے ساتھ نیک سلوک کرو اور اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہو'' (القرآن)

میری آپ سب کو نصیحت ہے کہ اسلام کو مضبوطی سے تھام لیں، نماز قائم کریں، اپنے گھروں میں پردے کا اہتمام کریں، اپنے لباس کو اسلامی بنائیں اور اللہ کا خوف دل میں ہر وقت رکھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم دو چیزوں کو مضبوطی سے پکڑ لو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ لہٰذا آپ ان دونوں کاموں کا اہتمام کریں۔ جہاد کو اختیار کریں کیوں کہ یہ اسلام کی چوٹی ہے۔ اس وقت مسلمان ہر طرف کافروں کے ظلم و ستم کا شکار ہیں، تمام مسلمانوں پر ان کی مدد کرنا فرض ہے اگر ایسا نہیں کرتے تو گنہگار رہوں گے۔

''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے

رب کے ہاں رزق دیے جاتے ہیں۔وہ خوش ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انکو عطاء کیا۔۔۔۔ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے‘‘(آل عمران)

میں اپنے رب کی مغفرت اور جنت الفردوس کے حصول کے لیے جارہا ہوں۔میری شہادت کی خبر سن کر صبر کرنا، رونا نہیں بلکہ نوافل کا اہتمام کرنا اور اللہ کا شکر ادا کرنا کیونکہ شہادت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا انعام ہے۔میری شہادت کی قبولیت کے لیے دعا کریں۔

والسلام

آپ کا بیٹا۔ابوعبدالرحمٰن

والدہ کے تاثرات

راہ حق میں جس نے کردی اپنی جان قربان

اس خوش قسمت بیٹے کی دیکھو میں ہوں ماں

میرا لاڈلا اپنی جان سے پیارا میرا لختِ جگر اپنے پیارے نبی ﷺ کے دین پر کٹ گیا۔الحمدللہ۔اپنے بچے کو ایک خراش بھی آجائے تو ماں تڑپ اٹھتی ہے لیکن یہ کیسا جذبہ ہے مجھے یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ میرے بیٹے نے دین کی خاطر اپنا خون بہادیا اور اللہ نے میرا شمار ان ماؤں میں کر دیا جنہوں نے اس حق کے راستے میں اپنے بیٹوں کو قربان کر کے جنت کی بشارت لے لی۔

؎ جنت کی بشارت مجھ کو دے کر میرے دودھ کا قرض چکا گیا

اس قابل تو تھی نہ یارب جس قابل تو نے مجھے بنادیا

میرا بیٹا مجھے قرآن وحدیث کے حوالے سے جہاد کی فضیلت سے آگاہ کرتا۔شہید کے وہ

انعامات جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں وعدہ فرمایا ہے، مجھے بتاتا اور میری ذہن سازی کرتا کہ ماں آپ کو شہید کا ماں بننا ہے۔ مجھے کہتا کہ اللہ نے آپ کو تین بیٹے دیے ہیں ایک اُس کی راہ میں قربان کر دو اور پھر آخرت میں اس کا اجر دیکھنا، ماں میں شہید ہو کر ہو کر اللہ سے آپکے لیے جنت کی سفارش کروں گا۔ میں ممتا کی ماری اسے کہتی کہ بیٹا میں تیرے بغیر جی نہ سکوں گی۔ تو مجھے ساری اولاد میں سے پیارا ہے، تو کہتا میں ماں میں بھی آپ سے بہت پیار کرتا ہوں لیکن کیا آپ نہیں جانتی کہ نہ ختم ہونے والی زندگی میں اکھٹے رہیں
گے۔ مجھے صبر کے ساتھ ایمان پر قائم رہنے کی تلقین کرتا۔ اتنی چھوٹی عمر میں اس میں حق کی خاطر کٹ جانے کا جو جذبہ تھا وہ حیران کن تھا۔ آج میں اللہ سے سر بسجدہ ہو کر اپنے پوتے کی صورت اپنا وہی بیٹا عطاء فرمائے جس کے اندر وہی ایمان، اور شہادت کا جذبہ ہو، اور وہی اسی راستے پر چلے جس راستے پر چلتے ہوئے اس کا چاچو چلتا ہوا اللہ کی راہ میں شہید ہوا۔ آمین۔

اپنی بہن کے لیے بہت سے نصیحتیں کر کے گیا۔ شریعت الٰہی کو اپنانے کا وعدہ لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیے ہوئے وعدوں پر ہمیں پورا اترنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

آخر میں میں اپنے بیٹے کے ان تمام ساتھی مجاہدین کے لیے دعا گو ہوں جنہوں نے اس راستے کی طرف میرے بیٹے کی رہنمائی کی اور سے جنت کی طرف جانے والا یہ راستہ دکھایا۔ جس کسی نے بھی میرے مہاجر بیٹے کو اایک وقت کا کھانا کھلایا، اسکے لیے دعا کی، میرے بیٹے کو عزت دی اور پیار کی نظر سے دیکھا تو اللہ تعالیٰ ان سب کو بے شمار اجر عطا فرمائے۔ آمین

مجھے اب بھی ان ہی مجاہد بیٹوں میں اپنا بیٹا نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب بچوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے، ان سے دین کے بڑے بڑے کام لے، ان کو اتنی طاقت عطاء فرمائے کہ یہ

دشمن کے سامنے آہنی دیوار بن سکیں۔ جہاں کہاں جو کوئی بھی دین کی خدمت کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ میرے بچے کی قربانی قبول فرمالے اور مجھے صبر عطاء فرمائے۔۔آمین۔

؎ جنت کی وادی میں کھو کر ماں کو نہ جانا بھول
کس گلشن میں سج گیا تو میرے باغ کے پھول

بھائی کے تاثرات

میرا بھائی ابوعبدالرحمٰن ایک ایسا انمول ہیرا تھا جو اس دنیا کے لیے بنا ہی نہ تھا۔اس کا تو یک ہی مقصد تھا کہ وہ کسی طرح اللہ کو خوش کر کے اپنے رب کی جنتوں کا وارث بن جائے ،پس اس نے اپنے رب کو خوش کرنے کے لیے اپنی جان ہی پیش کر دی اور رب کی جنتوں کا وارث بن گیا۔(ان شاءاللہ)

وہ بہت چھوٹی سی عمر میں برے مقام پر پہنچ گیا۔میرا بھائی اس دنیا کو پیچھے چھوٹ کر چلا گیا وہ کہتا تھا اس دنیا میں کتنے دن زندہ رہ لو گے؟ پانچ سال،دس سال؟ آخر ایک دن موت نے ہمیں گلے لگا لینا ہے۔تو کیا میں ایسی موت نہ چنوں جس کی آرزو نبیوں نے کی؟ اکثر والدہ کو کہتا تھا ماں دیکھو! لوگوں کے بچے طرح طرح کی بری مجالس کا شکار ہو کر، نشے سے ،دشمنیوں میں یا ایکسیڈنٹ میں مر جاتے ہیں،مگر میں تو اپنی جان خالصتاً اپنے رب کی رضا حاصل کرنے جا رہا ہوں اس لیے آپ مجھے اجازت دے دیں۔

عبادات کے لحاظ سے میرا بھائی بہت متقی تھا۔اگر نماز ادا کرتا تو اس کا حق ادا کرتا۔ایسی پیاری نماز ادا کرتا،اس کا رکوع۔سجدے،قیام اس قدر نفیس تھے کہ اس کو دیکھ کر ایسے لگتا تھا کہ گویا ''وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے''۔وہ آدھی رات کو اٹھ اٹھ کر شہادت کی دعائیں مانگا کرتا تھا۔دنیا

واقعی اس کے لیے قید خانے کی مانند تھی۔ جب تک دنیا میں رہا تڑپتا ہی رہا۔ اللہ ہمارے بھائی کی شہادت قبول فرمائے اور ہمیں بھی شہادت عظمٰی والی موت نصیب فرمائے۔ آمین۔

والد کے تاثرات

سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں کہ آج اس نے مجھے یہ مقام عطاء کیا کہ میں شہید کا باپ کہلا سکوں۔ یہ بچہ نہیں نجانے اللہ نے اولاد کی صورت میں ہمیں کیا نعمت عطاء کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو بیٹے اکٹھے عطاء کیے۔ بچپن سے ہی اس کے اندر وہ اوصاف تھے جو اس کے ساتھ پیدا ہونے والے بھائی مین نہ تھے۔ اس کا اوڑھنا بچھونا صرف شریعت الٰہی پر عمل تھا۔ پکا سچا اور با عمل حافظ قرآن تھا۔ نمازِ تہجد کا کثرت سے اہتمام کرتا، ہر وقت دینی کتابوں کے مطالعے میں مصروف رہتا اور مجھے بھی مطالعہ کرواتا، پھر سوال کرتا کہ ابو آپ نے اس میں سے کیا سیکھا۔ میری دارھی نہیں تھی بہت اصرار کر کے داڑھی رکھوائی اور بہت خوش ہوا۔

بچپن ہی سے اس کو مسجد جانے کا شوق تھا۔ چھوٹی عمر میں ہی میرے ساتھ مسجد جانے لگ گیا تھا۔ میرے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتا میں اس قدر سنجیدگی سے نمازیں ادا کرتے دیکھ کر بہت حیران ہوتا۔ میں اسے سکول داخل کروانے گیا تو اس کے پرنسپل سے کہا یہ بچہ آپ کے سکول کا نام روشن کرے گا اور میرا بیٹا وارقعی میرا بیٹا ہر کلاس میں اوّل آتا، لیکن اس وقت ہمیں یہ خبر نہ تھی کہ میرا بیٹا صرف دنیا ہی نہیں دین کی خاطر جان دیکر ہمیں یہ رتبہ دلائے گا۔ الحمد اللہ

شوق شہادت کا جذبہ لیے ہماری ہر مجبوری کو پس پشت ڈال کر یہ بچہ کٹھن راہوں پر گامزن ہو گیا۔ میں نے اس سے کہا تو ابھی چھوٹا ہے کچھ سال ٹھہر جا پھر چلے جانا لیکن اس کو تو شہیدوں کا لہو پکار رہا تھا۔ وہ مٹی پکار رہی رہی تھی جہاں حق راہی باطل کو مٹانے کے لیے

کوششیں کر رہے ہیں۔آخر کار وہ چلا گیا اور دین کی خاطر لڑتے ہوئے اپنا خون بہا دیا اور راہ حق کے شہداء میں شامل ہو گیا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ میرے بیٹے کی شہادت قبول فرمائے اور اس کو ان نعمتوں سے نوازے جس کا اس نے اپنے بندوں سے وعدہ فرمایا ہے اور قیامت کے دن ہمیں بھی اس کے ساتھ جنت کا مستحق ٹھہرائے۔آمین۔

بتعاون:

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان